5

دنیا و آخرت کے حقائق پر جامع آگاہی

راہِ فلاح کی پہلی گھاٹی

ہر فرد کی اشد ضرورت

ابو عبداللہ

تحریر نمبر 5

دنیا و آخرت کے حقائق پر جامع آگاہی

راہِ فلاح کی پہلی گھاٹی

ہر فرد کی اشد ضرورت

ابوعبداللہ

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب: راہِ فلاح کی پہلی گھاٹی

تالیف: ابو عبداللہؒ

اشاعت اول: 2023ء (1445ھ)

ہمارا عزم

- ❖ فرقہ واریت اور تعصب و تنگ نظری سے چھٹکارہ۔
- ❖ اخلاص و سچائی کی ترویج۔
- ❖ قرآن و سنت کے پختہ دلائل کو بنیاد بنانا۔
- ❖ سلف کے فہم سے استفادہ کرنا۔
- ❖ احتیاط اور ذمہ داری کو ملحوظ رکھنا۔
- ❖ اعتدال پر رہنا۔
- ❖ ہر پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے: ''حق اور سچ کو من وعن واضح کرنا۔''

قرآن وسنت کو من وعن بیان کرنے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے لیکن انسان کی کاوش خطا سے پاک نہیں۔ اس لیے کہیں بھی کوئی بات قرآن وسنت سے عدم مطابقت پر نظر آئے تو ہمیں مطلع کریں، اگر واقعتاً ایسا ہی ہوا تو ان شاء اللہ فوراً رجوع کریں گے۔ اللہ ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ (آمین)

انتساب

رضائے الٰہی اور ابدی و لافانی فلاح کی خاطر دنیا پرستی اور خواہش نفس کی
شدت کو صبر کی لگام ڈالنے کا عزم کرنے والے خوش نصیبوں کے نام

فہرست

☆ ہدایت پانے کی بنیادی شرائط 5
باب۱: گھاٹی کی نوعیت اور شدت 6
باب۲: دنیا پرستی کیا ہے؟..11
باب۳: دنیا پرستی کے جادو کی لپیٹ سے بچانے کی تدابیر..15
باب۴: پہلی تدبیر: مقصد حیات سے آگاہی 17
باب۵: دوسری تدبیر: دنیا اور آخرت کا تقابل 30
باب۶: تیسری تدبیر: دنیا پرستی پر شدید تنبیہات 39
باب۷: چوتھی تدبیر: قیامت کی ہولناکیاں 43
باب۸: پانچویں تدبیر: جنت و دوزخ سے آگاہی..47
باب۹: چھٹی تدبیر: موت کے متعلق حقائق 57
باب۱۰: ساتویں تدبیر: مصائب و آلام کو ذریعہ بنانا 67
باب۱۱: آٹھویں تدبیر: حسرتوں کا بیان..73
باب۱۲: دنیوی جادو سے نجات کے چار لوازم..79
☆ جلدی کیجیے! 86
☆ حق کی کاوش میں بطور نمونہ چند علماء حضرات سے استفادہ کی لسٹ 87
☆ حق کی کاوش میں بطور نمونہ چند مشہور تصانیف سے استفادہ کی لسٹ 88
☆ ہماری اہم تحاریر..89
☆ ہماری دعوت..90

ہدایت پانے کی بنیادی شرائط

ہدایت من جانب اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کن شرائط وضوابط اور اصولوں کی بنیاد پر کسی کے لئے ہدایت کی گرہ کھولنے یا نہ کھولنے کا فیصلہ کرتا ہے؟ اس ضمن میں دو بنیادی شرائط ہیں اور دو ثانوی:

بنیادی شرائط: (۱)۔اخلاص وسچائی اور (۲)۔طلب وجستجو

ثانوی شرائط: (۱)۔تمسک بالقرآن اور (۲)۔عقل ودانش کا استعمال

مذکورہ دو بنیادی شرائط پوری ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ خود ہی اگلی شرائط کی طرف انسان کو مائل کر دیتا ہے۔ جب تک یہ چار شرائط پوری نہ ہو جائیں، حقیقی ہدایت نصیب ہونے کا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔

(۱)۔اخلاص وسچائی: شیطان نے ساری انسانیت کو اغوا کر لینے، اچک لینے اور ذریت آدم کی جڑ کاٹ دینے کا دعویٰ کیا ہے، سوائے مخلص لوگوں کے، دیکھئے: (سورہ ص: 82-83)۔

اخلاص کا مطلب ہے کہ مقصد: (i)۔اللہ کی رضا کا حصول یا (ii)۔اخروی فلاح یعنی دوزخ کی آگ سے بچنا اور جنت کے حصول کے سوا کچھ اور نہ ہو۔ اور اخلاص نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مقصد:

(i)۔مقام ومرتبہ اور عزت وشہرت ہو، (ii)۔دولت و دیگر دنیوی مفادات ہو، اور (iii)۔اسلام کی فکر کی بجائے اپنے گروہ، مسالک اور فرقوں کی آبیاری اور رسولوں (علیہم السلام) کی پیروی کی بجائے دیگر شخصیات کی پیروی کی فکر ہونا۔ اخلاص کی غیر موجودگی میں ''علم و کاوش'' فائدے کی بجائے، قرآن و سنت کی غلط تاویل وتحریف کے ذریعے مزید ہلاکت وگمراہی کا باعث بنتا ہے۔

(۲)۔طلب وجستجو: ہدایت صرف اسے ملے گی جو سچائی کیلئے فکر مند ہوگا۔ جس میں سچائی جاننے کی شدید پیاس اور تڑپ ہوگی۔ نہ کہ اسے جو مسلک پرستی اور اکابر پرستی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا اور جس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہو۔ جیسے ہی یہ دو بنیادی شرائط پوری ہو جائیں گی، اس کے نتیجے اللہ تعالیٰ انسان کو اگلی شرائط پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب کر دے گا۔ یعنی پروردگار انسان کو ہدایت کے اصل منبع یعنی قرآن حکیم کی طرف لے آئے گا جس کے بغیر اندھیروں سے نکل کر روشنی کو پانا ممکن نہیں۔ پھر پروردگار چوتھی شرط یعنی: جمود، تعصب، جہالت، بغیر سوچے سمجھے اندھا دھند پیروی اور جامد تقلید..... کی بجائے عقل ودانش کے نورِ بصیرت کی طرف لے آئے گا۔ یوں ان چار شرائط کی تکمیل پر خوش نصیب انسان گمراہی کی زَد سے بچ کر اللہ کے ہدایت والے قانون سے بہرہ مند ہو کر سعادت کی راہ پر گامزن ہو جائے گا۔ اگر خدانخواستہ فرقہ واریت کی بنا پر معاملہ اسکے برعکس ہوا، تو پھر ابلیس اپنے تمام ہتھیاروں (چھ بنیادی اور دیگر بہت سے ثانوی جالوں) کے ذریعے یوں اچک لے گا کہ ہمیں کانوں کان خبر تک نہ ہو پائے گی۔ ان حقائق کو دلائل کی بنا پر تفصیل سے جاننے کیلئے دیکھئے ہماری تحریر ''**ہدایت**''۔

باب ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدالانبياء
والمرسلين و على آله وصحبه اجمعين اما بعد!

گھاٹی کی نوعیت اور شدت

فلاح میں حائل تین بڑی گھاٹیوں (آخرت کے مقابلے میں دنیا پرستی، توحید کے مقابلے میں شرک اور رسالت کے مقابلے میں آبا پرستی) کی نوعیت یہ ہے کہ:

''توحید وشرک اور رسالت وآبا پرستی کی صحیح معنوں میں تفہیم یعنی اسے سمجھنا قدرے مشکل کام ہے۔ بہت کم لوگ ان حقائق کو کماحقہ سمجھ پاتے ہیں۔
اسکے برعکس دنیا پرستی کی تفہیم اتنی مشکل نہیں لیکن اس کا جادو اتنا شدید ہے کہ جمیع نسل انسانی اسکی لپیٹ میں آچکی ہے۔ دنیا پرستی ہی درحقیقت کفر والحاد کے دروازے کھولنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ جو دنیا پرستی کے شدید سحر سے بچیں گے یعنی اس بڑی گھاٹی کو عبور کریں گے وہ دین کی تفہیم کے ذریعے اگلی دو بڑی گھاٹیوں کو عبور کرنے کی طرف بڑھیں گے۔ لیکن کیا دنیادار اور کیا دین دار، اکثریت پہلی گھاٹی کو ہی عبور نہیں کر پاتی اور دنیا پرستی کی بھینٹ چڑھ کر چند روزہ زندگی کی خاطر ابدی زندگی کی بازی ہار جاتی ہے۔''

دنیا پرستی کے محرکات

دنیا پرستی کے سحر میں پھنسنے کے درج ذیل دو انتہائی طاقتور محرکات ہیں:

(۱)۔ مرغوبات نفس: یعنی وہ چیزیں جن کی طرف ہماری طبع ونفس کا جبلی رجحان ہے۔ جو ہمیں بہت من پسند اور محبوب ہیں۔

(۲)۔ ابلیس: جو ہر لحہ پوری قوت سے ہم پر حملہ آور ہے۔

خواہش نفس، ہی وہ شدید جذبہ ہے جس ڈور سے مادی وجود کی پتنگ بندھی ہوئی ہے۔ یہی وہ پھندا ہے جس سے انسانیت بندھی ہوئی ہے۔ اس میں بڑا زور ہے، اکثریت اسی کے ہاتھوں مجبور ہو کر ذلیل ہو رہی۔ اسی کی بنیاد پر ابلیس اپنا شکار کرتا ہے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے درج ذیل سات قسم کی انسانی شہوات انسان کیلئے مزین (خوشنما) کی ہیں، جو انسان کی کمزوری اور نفس کیلئے بہت مرغوب ہیں:

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ o ﴾ (آل عمران :14)

''شہوات سے محبت انسان کے لئے مزین کر دی گئی ہے، جیسے: (۱) عورتیں اور (۲) بیٹے اور (۳) سونے اور (۴) چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور (۵) نشان لگے ہوئے گھوڑے (موجودہ دور میں گاڑیاں) اور (۶) مویشی اور (۷) کھیتی۔ (مگر) یہ سب دنیوی زندگی کا عارضی سامان ہے، اور اللہ کے پاس بڑا اچھا ٹھکانا ہے۔''

اس آیت میں دنیا کی تمام مرغوب چیزوں کو بیان کرنے کے بعد اصل حقیقت واضح کر دی گئی ہے کہ یہ چیزیں دنیوی زندگانی کی 'متاع' ہیں۔ متاع کہتے ہیں وہ چیز جو بہت ہی عارضی طور پر برتنے کیلئے دی جائے اور اسے جلد ہی واپس لے لیا جائے۔ یا ایسی چیز پر گمان ہو کہ وہ میری ملکیت ہے لیکن اصل میں وہ ملکیت نہ ہو متاع کہلاتی ہے۔ دوسری بات یہ فرمائی گئی کہ دنیا کے مقابلے میں آخرت بہترین ٹھکانہ ہے۔ ان حقائق کو پیش نظر رکھنے والے ان شاء اللہ دنیوی جادو سے بچنے والے بن جائیں گے۔

سب سے شدید جذبہ: دنیا پرستی کے تناظر میں مرغوبات نفس میں سے سب سے شدید جذبہ 'جنسی شہوات' کا ہے۔ اس جذبے کے بعد 'مال' اور پھر مال سے ملنے والے 'دیگر مرغوبات' ہیں۔ دیگر تمام جذبات، جنسی جذبہ سے نیچے ہیں۔ مرد کیلئے عورت اور عورت کیلئے مرد شہواتِ نفس کیلئے سب سے بڑا بت ہے۔ مرغوبات نفس کیلئے شیطان کے پاس انسان کی ہلاکت کیلئے یہی سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ اس کی شدت اکثریت کو بہالے گئی ہے۔ شیطان بھی جنسی جذبات اور مال کے حوالے سے نفس کو پھسلاتا ہے:

﴿ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ﴾ (البقرہ:2 :268)

''شیطان تمھیں دھمکاتا ہے غربت کے ڈر سے اور حکم دیتا ہے بے حیائی کے ارتکاب کا''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں نے اپنے پیچھے، مردوں کیلئے عورتوں سے زیادہ ضرر رساں فتنہ نہیں چھوڑا۔''

(بخاری، کتاب النکاح، رقم:5096)

مزید فرمایا:

''یقیناً دنیا میٹھا سبزہ ہے اور یقیناً اللہ تمھیں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہے تا کہ وہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ دنیا سے بچو اور عورتوں (کے فتنہ) سے بچو، بے شک بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ عورتوں سے پیدا ہوا۔'' (مسلم:رقم:2742)

'مرغوبات نفس' انسان کو بے حد محبوب ہیں۔ یہ ایک طاقتور جادو ہے۔ عام طور پر انسان کی زندگی مرغوباتِ نفس کی اسیری میں ہی گزر جاتی ہے۔ دنیا میں آنے والوں کی اکثریت نے مرغوباتِ نفس کا غلام بن کر اخروی لافانی عیش کو بھول کر چند روزہ مزوں میں کھو کر ہمیشہ کی بربادی کمائی ہے۔ شیطان نے دنیا پرستی کی اس گھاٹی سے شاذ و نادر ہی کسی کو گزرنے دینا ہے، جیسا کہ پروردگار نے واضح کیا:

''(شیطان ازراہِ طنز) کہنے لگا کہ دیکھ تو یہی ہے وہ (انسان) جسے تُو نے مجھ پر فضیلت

دی ہے۔ اگر تُو مجھ کو قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں تمام اولادِ (آدم) کی جڑ کاٹ کر رکھ دوں گا سوائے چند لوگوں کے۔ اللہ نے فرمایا (یہاں سے) چلا جا، جو شخص ان میں سے تیری پیروی کرے گا تو تم سب کی جزا جہنم ہے اور وہ پوری سزا ہے۔ اور ان میں سے جس کو بہکا سکے اپنی آواز سے بہکاتا رہ، اور ان پر اپنے سواروں اور پیادوں کو چڑھا کر لاتا رہ، اور ان کے مال اور اولاد میں شریک ہوتا رہ، اور ان سے وعدے کرتا رہ۔ اور نہیں کرتا شیطان ان سے وعدے مگر محض دھوکے کے۔ یقیناً جو میرے مخلص بندے ہیں ان پر تیرا کچھ زور نہیں چلے گا، اور تمھارا پروردگار (انکے لئے) کارساز کافی ہے۔'' (بنی اسرائیل:17: آیت:62-65)

اس گھاٹی کو سر کرنے کیلئے پروردگار نے انسان پر واضح کر دیا ہے کہ، شیطان انسان کا دشمن ہے، اسے دوست سمجھنے کی بجائے اسے دشمن ہی سمجھنا ہے:

﴿ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَ لَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ o اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ o ﴾ (فاطر:35: آیت:5-6)

''لوگو اللہ کا وعدہ سچا ہے، تو کہیں تم کو دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے، اور نہ فریب دینے والا (شیطان) تمھیں (کہیں) فریب میں ڈال دے۔ شیطان تمھارا دشمن ہے تو تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔ وہ اپنے (پیروکاروں) کے لشکر کو بلاتا ہے تا کہ وہ ہو جائیں دوزخ والوں میں سے۔''

اسکے باوجود بھی ہم اس مکار دشمن سے دشمنی کرنے کی بجائے دوستی کی پینگیں بڑھائیں تو پھر قصور کس کا ہوا.....؟

مزین کرنے کی وجوہات

دنیا کو انسان کیلئے مزین (خوشنما) بنانے کی دو بنیادی وجوہات ہیں:

(۱)۔زندگی کی بقا کیلئے: اسباب کی اس زندگی میں زندہ رہنے، بقائے نسل کیلئے روٹی، کپڑا، مکان سمیت دیگر مرغوبات اور شہوات کی ضرورت ہے۔اگر ان مرغوبات کی طرف انسان کی طبع کا میلان نہیں ہوگا تو ان سے دور رہ کر یہاں زندہ رہنا مشکل ہو جائے گا۔یعنی یہ چیزیں تسکین اور مزے کا باعث نہیں ہوں گی تو ان کی طرف میلان ہی نہیں ہو پائے گا۔

(۲)۔امتحان و آزمائش کیلئے: دوسری بڑی وجہ ابدی ولافانی عیش کیلئے ان چیزوں کے تزین کو امتحان و آزمائش کا سبب بنایا گیا ہے۔تا کہ کھوٹے اور کھرے کی پہچان ہو سکے کہ کون صبر کے دامن کو تھام کر اللہ کے قانون کے اندر رہ کر انہیں استعمال کرتا ہے اور کون حد سے تجاوز کرتا ہے۔چنانچہ پروردگار نے فرمایا:

﴿ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَالِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًاO ﴾

(الروم:30: آیت۔7)

”روئے زمین پر جو کچھ ہے اسے زمین کی زینت کا باعث بنایا، تا کہ ہم لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جہنم کو شہواتِ نفسانی کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا ہے اور جنت کو گراں گزرنے والے ناگوار کاموں سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔“ (بخاری، الرقاق، رقم:6487، مسلم)

پس ثابت ہوا کہ مرغوبات نفس جو دنیا میں انسان کی کمزوری ہیں۔انہیں کے ذریعے انسان کی آزمائش کی جاتی ہے، کہ کون قانونِ خداوندی کے تحت ان کا استعمال کرتے ہوئے شہوات نفس کو قابو کرتا ہے اور کون نفس و شیطان کے نرغے میں آ کر حرص ولالچ کی زد میں آتا ہے.......!

باب ۲

دنیا پرستی کیا ہے؟

دین کے دیگر موضوعات کی طرح یہ معاملہ بھی افراط وتفریط کا شکار ہوکر اپنے اصل مقام سے ہٹ چکا ہے۔اس حوالے سے عدمِ تطبیق (یعنی کسی موضوع پر سارے دلائل دیکھ کر نتیجہ نکالنے کی بجائے کسی ایک آدھی دلیل سے حتمی نتیجہ منطبق کرنا) کی وجہ سے عام طور پر مذہبی رہنما دنیا کی نفی کی بات کرتے ہیں جوکہ دین کا تقاضا نہیں۔کسی ایک آدھی دلیل کی بجائے سارے دلائل اور نسبت تناسب کو ملحوظ رکھ کر فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے۔قرآن میں جہاں دنیا کی زندگی پر شدید تنبیہات ہیں، وہیں دوسری آیات بھی ہیں، جیسے فرمایا:

﴿ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّ فِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ o ﴾ (البقرہ:2:201)

''اوران میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں عطا کر دنیا کی بھلائی اورآخرت کی بھی بھلائی اورہمیں بچالے آگ کے عذاب سے۔''

اور یہ دعا نبی کریم ﷺ کی پسندیدہ دعا تھی جو رکن یمانی اور حجر اسود کے مابین کعبہ کی دیوار پر مانگی جاتی ہے۔مزید یہ کہ پروردگار نے فرمایا:

﴿ وَّجَعَلۡنَا النَّهَارَ مَعَاشًاo ﴾ (النبا:78:آیت:12)

''اوردن کوہم نے وقتِ روزگار بنایا (یعنی کسب معاش کی جدوجہد کا ذریعہ بنایا)۔''

تاہم قرآن میں دنیاوی زندگی کی شدید مذمت (جس کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی) اس لیے کی

گئی ہے کہ انسان دنیا کے شدید جادو کی لپیٹ میں آ کر اخروی تقاضے بھول کر محض دنیا کا دلدادہ بن کر ابدی راحت سے محروم نہ ہو جائے۔معلوم ہوا دین میں ''دنیا داری'' کی مذمت نہیں بلکہ ''دنیا پرستی'' کی مذمت ہے۔دنیا پرستی کیا ہے؟ قرآن وسنت کے دالائل کی روشنی میں بطور خلاصہ نکات پیش خدمت ہیں جنہیں ہر صورت ملحوظ رکھ کر دنیا پرستی کی زَد سے بچنے کی فکر کرنی ہے۔

(۱)۔اخروی فلاح کو نظر انداز کر کے محض دنیا کو بنانے سنوارنے کی فکر میں لگ جانا ''دنیا پرستی'' ہے۔

(۲)۔ضروری دین (بالخصوص قرآن کے احکامات: توحید، رسالت، عبادات،اخلاقیات، معاملات،معاشیات وغیرہ) سیکھنے میں دنیا کا رکاوٹ بن جانا ''دنیا پرستی'' ہے۔

(۳)۔زندگی کے ہر قدم پر اللہ کے قانون، اللہ کی حدود یعنی اوامر ونواہی (فرائض واجبات اور حلال حرام) کو روا نہ رکھنا ''دنیا پرستی'' ہے۔

(۴)۔ہر وہ چیز جو ناجائز ہو، ہر وہ کام جس پر اللہ ناراض ہو اور جس پر گناہ کا اطلاق ہو، اسے زندگی کا حصہ بنانا ''دنیا پرستی'' ہے۔

(۵)۔جائز امور میں صبر وقناعت کی بجائے ذاتی حرص وہوس کا شکار ہو کر دنیوی کثرت، کثرت اور کثرت میں غرق ہو کر سارا وقت دنیا کی نظر کر دینا ''دنیا پرستی'' ہے۔

(۶)۔اپنی اپنی حیثیت اور دائرہ کار کے تحت ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' کے فریضہ کی ادائیگی کی فکر نہ کرنا ''دنیا پرستی'' کی زد میں آنا ہے۔

(۷)۔دینی امور: صوم وصلوٰۃ، انفاق، دین کی خدمت، دعوتِ دین، اشاعت دین.......اللہ کی رضا اور اخروی فلاح کی بجائے ریاکاری، عزت وشہرت، مقام ومرتبہ، دنیوی منفعت، مال وجائیداد کے حصول کی نیت رکھنا ''دنیا پرستی'' ہے۔

اسکے برعکس حسنِ نیت کے ساتھ اللہ کی رضا، خدمت خلق کے جذبے سے انسانی فلاح و ہمدردی، ضروریات پر مبنی ملکی تعمیر وترقی: صنعت وتجارت، ڈیفنس، سائنس وٹیکنالوجی.......وغیرہ کیلئے کام

کرنا دنیا کی بجائے دین کے ہی تقاضوں میں شمار ہوکر اجر کا باعث ہوگا۔مزید یہ کہ حلال رزق کا حصول، اسکا جائز استعمال اور اس میں سے اللہ کا حق نکالتے رہنا مذمت کی بجائے قابلِ تحسین ہے۔اللہ یہ نہیں چاہتا کہ مسلمان بھکاری بن کر ذلیل ہوں بلکہ خودداری اورعزت وغیرت چاہتا ہے۔لیکن خودغرضی،حرص ولالچ کی بناپر دوسروں کی حق تلفی،عیش وعشرت میں پڑکر سارے وسائل دنیا کی نظرکر کے آخرت کونظر انداز کرنا ہلاکت ہے۔

پس معلوم ہوا کہ:

''اخروی فلاح کو زندگی کا مقصد بناتے ہوئے حلال وحرام کی تمیز کے ساتھ دنیا کو دینی احکامات کے تابع بسر کرنے کا تقاضا ہے نہ کہ دنیا کوترک کر کے رہبانیت اختیار کرنے کا۔ہر وہ چیز جو ناجائز ہو، ہر وہ کام جس پر اللہ ناراض ہواور جس پر گناہ کا اطلاق ہوا سے زندگی سے نکالنا ہے۔فرائض وواجبات کی اولین ترجیح کے ساتھ پاسداری کرنا،عبادات کا اہتمام،اخلاقیات ومعاملات میں اسلامی احکامات کوملحوظ رکھنا اوراپنی بساط کے تحت دعوتِ دین،امر بالمعروف اورنہی عن المنکر کی ذمہ داری ادا کرنا مقصود ہے۔مزید یہ کہ:اسلام اور ملک وملت کے دفاع کیلئے ضرورت پڑنے پر جہاد کیلئے تیار رہنا۔لیکن جہاد یہ نہیں کہ انفرادی طور پر ہرکوئی اٹھ کھڑا ہوبلکہ یہ ایک بہت سنجیدہ ذمہ داری ہے جوناگزیر حالات میں شرائط اور قانون وقاعدے کےتحت کفار کے خلاف اسلامی حکومت کی کال کےتحت ہے۔

فلاح کو پانے کے لیے دین کا ضروری علم حاصل کرنا،اس پر خودعمل کرنا اورحسب توفیق دوسروں تک پہنچانے کی کاوش کرنا ناگزیر ہے۔مذکورہ اہداف کے حصول کوملحوظ رکھتے ہوئے دنیا کا جائز حصول (جائز خواہشات کی تکمیل،کاروبار، تجارت، محنت مزدوری،ملکی تعمیر و ترقی، جائز سیر وتفریح،کھیل کود، اچھی صحت،کھانا پینا......)باعث خیر بن جاتا ہے۔دنیا میں اللہ کی عطا کردہ نعمتوں (صحت وتندرستی،تعلیم،عقل وذہانت، نیک اولاد، مال ودولت)

سے منہ موڑنے کی بجائے، انہیں اللہ کیلئے صرف کرنا اصل خوش نصیبی ہے۔جبکہ دنیا کا دینی احکامات کی بجا آوری میں رکاوٹ بننا اصل تباہی ہے جس سے بچنے کا تقاضا کیا گیا ہے۔''

یاد رکھیں دنیا پرستی (خواہشات کا دینی احکامات کی بجا آوری میں رکاوٹ بننے) کا جادو اتنا طاقتور ہے کہ یہ انسانیت کو بہالے گیا ہے۔اسی لئے پروردگار نے دنیا پرستی پر بہت سخت تنبیہات نازل فرمائی ہیں تاکہ انسانیت ابدی خسارے سے بچ سکے۔اس طاقتور جادو سے بچنے کیلئے اس تحریر میں دنیا پرستی کے تمام پہلوؤں کو کھول کر بیان کیا گیا ہے، جنہیں جلد از جلد ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے۔

باب ۳

جادو کی لپیٹ سے بچانے کی تدابیر

خالق نے دنیا پرستی کے طاقتور سحر کی لپیٹ سے بچانے کیلئے بہت سی تدابیر اختیار کی ہیں جن میں سے آٹھ اہم تدابیر درج ذیل ہیں، جن پر پروردگار نے قرآن میں حقائق کھولے ہیں:

(۱)۔پہلی تدبیر: مقصدِ حیات سے آگاہی

(۲)۔دوسری تدبیر: دنیا و آخرت کا تقابل

(۳)۔تیسری تدبیر: دنیا پرستی پر شدید تنبیہات

(۴)۔چوتھی تدبیر: قیامت / روز جزا کی ہولناکیاں

(۵)۔پانچویں تدبیر: جنت و دوزخ سے آگاہی

(۶)۔چھٹی تدبیر: موت کے متعلق حقائق

(۷)۔ساتویں تدبیر: مصائب و آلام کو ذریعہ بنانا

(۸)۔آٹھویں تدبیر: حسرتوں کا بیان

بڑی غلط فہمی اسلام کا غلط تعارف ہے۔ اسلام کو اصلاً دنیوی مسائل کے حل کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو کہ مذہب کا صحیح تعارف نہیں ہے۔ دنیوی مسائل کے حل کو اسلام ضمناً زیر بحث لاتا ہے، لیکن یہ اس کا اصل موضوع نہیں ہے۔ اسلام کا اصل موضوع موت اور موت کے بعد پیش آنے والے حالات یعنی اخروی زندگی ہے جسے قرآن نے بہت تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس کے متعلق تمام حقائق کھول دیئے ہیں۔

دنیا پرستی کو اس قدر تفصیل سے اس لیے بیان کیا گیا ہے کہ اس دنیا کی نقد و نقد لذات کی موجودگی میں: شہوات کو قابو کرنا، اومر او نواہی کی بجا آوری، دعوتِ دین اور ضرورت کے تحت جہاد کیلئے آمادہ ہونا انتہائی دشوار ہے۔ لیکن دنیوی زندگی کی بابت مذکورہ حقائق سے آگہی سے اللہ کے تقاضے پورا کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔

نوٹ: جہاد یہ نہیں کہ انفرادی طور پر ہر کوئی اٹھ کھڑا ہو بلکہ یہ ایک بہت سنجیدہ ذمہ داری ہے جو ناگزیر حالات میں شرائط اور قانون و قاعدے کے تحت اسلام اور ملک و ملت کے دفاع کیلئے کفار کے خلاف اسلامی حکومت کی کال کے تحت ہے۔

ان تدابیر کی ضروری وضاحت اگلے ابواب میں پیش کی جائے گی۔ انہیں بار بار ملاحظہ کرتے رہیں تا کہ حقیقت تر و تازہ رہنے سے شہوات نفس کی شدت اور دنیا پرستی کے جادو کی لپیٹ سے بچاؤ ممکن ہو سکے۔

۞۞۞۞۞

باب۴

پہلی تدبیر: مقصدِ حیات سے آگاہی

پہلی بنیادی چیز جو ہماری زندگی کا رُخ صحیح سمت میں متعین کرنے کا باعث بن سکتی ہے وہ اس حقیقت کو جاننا ہے کہ: ہمیں کیوں تخلیق کیا گیا؟ ہمیں دنیا میں کس مقصد کیلئے بھیجا گیا ہے؟

ظاہر ہے، ہمیں دنیا میں آنے کی جو غایت (مقصد) بھی سمجھ آئے گی، اسی کی دوڑ میں ہمارے شب وروز گزریں گے۔ لہذا اولین فرصت میں دنیا میں آنے کے مقصد کو اچھی طرح جاننے کی ضرورت ہے۔

حقیقی مقصد کے بغیر زندگی! بلا مقصد اور منزل کے تعین کے بغیر زندگی کی مثال اس جہاز کی طرح ہے جو فضا میں اڑتا جا رہا ہے لیکن اسے یہ معلوم نہیں کہ اس نے اترنا کہاں ہے؟ ظاہر ہے ایسی اڑان کا نتیجہ سوائے تباہی کے کچھ بھی نہیں۔ انسان کے پیشِ نظر چند روزہ فانی زندگی کے لئے کئی مقاصد ہو سکتے ہیں لیکن انسان کے پیشِ نظر اگر کوئی حقیقی (دائمی زندگی کا) مقصدِ حیات نہ ہو تو زندگی بے مزہ اور بے معنی ہی رہتی ہے۔ حقیقت پسند انسان یہ سوچتا ہے کہ وہ زندگی جس نے بالآخر بہت جلد ختم ہو جانا ہے اُسی کو سب کچھ سمجھتے ہوئے سارا وقت صرف اسی کی نظر کیوں کیا جائے؟ اپنی تمام صلاحتیں فانی زندگی کیلئے کیوں کھپا دی جائیں؟ جس انسان کو یہ بات سمجھ آجاتی ہے کہ مرنے کا مطلب خاتمہ نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کی لافانی زندگی کی ابتدا ہے، تو انسان کے اندر سے اُس لافانی زندگی کی کامیابی کیلئے انتھک کاوش کی زبردست قوت ملنا شروع ہو جاتی ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ چند دن کی محنت اربوں کھربوں سالوں کے لافانی عیش اور چند دن کی غفلت و نافرمانی لافانی خسارے کا باعث بننے والی ہے، تو اسے صبر نصیب ہو جاتا ہے۔ شہوات کو قابو کرتے ہوئے اپنے من کو اللہ کی غلامی میں دینے کا زبردست شوق و جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن جن بدنصیبوں پر یہ عظیم حقیقت نہیں کھلتی وہ بے چارے

اسی حقیر چند روزہ بے مزہ زندگی کے رسیا بن کر اپنا لافانی مستقبل برباد کر کے بالآخر یہاں سے کوچ کر جاتے ہیں۔

انسان کا عمومی مقصدِ حیات

انسان جب بلوغت کو پہنچتا ہے تو عام طور پر اسے یہی سمجھ آتا ہے کہ:

محض دنیاوی زندگی میں کامیاب ہونا، اعلیٰ گھر کا حصول، دنیاوی آرزوؤں کی بھرپور تکمیل اور کثیر مال و دولت اکٹھا کرنا ہی اصل مقصد ہے۔ اس کے گھر والے بھی اسے یہی بتلاتے ہیں اور اسی راستے پر چڑھانے کے لیے بھرپور تگ و دو کرتے ہیں۔ اس صورت حال میں انسان کی کامیابی اور ناکامی کا معیار آخرت کی بجائے صرف دنیا بن جاتا ہے اور جن کے پاس یہ سب کچھ نہ ہو وہ اگرچہ متقی ہوں اسے وہ ناکام ہی نظر آتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے حالات اور صلاحیتوں کے مطابق اس مقصد کے حصول میں اپنی زندگی کھپانے کا عہد کر لیتا ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر صرف یہی مقصد ہوتا تو پھر اس دنیا کے امیر ترین لوگ انبیاء کرام علیہم السلام ہوتے؟

حقیقی مقصدِ حیات سے دور انسان اپنی سمجھ کے مطابق درج ذیل مختلف راہیں اختیار کرتا ہے:

(۱)۔ حلال وحرام کی تمیز کیئے بغیر زیادہ سے زیادہ مال و دولت کا حصول۔

(۲)۔ پُرتعیش طرزِ زندگی: اعلیٰ سے اعلیٰ رہن سہن، گاڑیاں، ملبوسات اور عیاشی کو زندگی کا مقصد بنانا۔

(۳)۔ تسکینِ نفس کیلئے: شراب نوشی، بدکاری، موسیقی، گانے باجوں میں مشغولیت۔

(۴)۔ سود، جُوا، چوری ڈاکے، ملاوٹ، لوٹ مار کی راہ کو اختیار کرنا۔

(۵)۔ جادو ٹونہ، تعویذ گھنڈوں کے ذریعے لوگوں کو گھیر کر مال بٹورنا۔

(۶)۔ فرقہ واریت کا شکار ہو کر، لوگوں میں تفریق پیدا کرنا، اسلام کو اپنے فرقے کے تابع کرنا۔

<u>حقائق سے آگاہی!</u> لیکن حقائق انسان کو سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ کائنات اس کی خدمت میں

کیوں لگی ہوئی ہے: گائے اور بھینس اس کے لیے دودھ بنانے میں مصروف ہیں، گھوڑا، گدھا اور خچر اسکی خدمت کے لیے آمادہ ہیں، شہد کی مکھیاں اسکے لیے شہد بنانے میں مصروف عمل ہیں، زمین اس کے لیے طرح طرح کے اناج اور پھل بنانے میں لگی ہوئی ہے، مرغیاں اس کے لیے انڈے بنا رہی ہیں، گوشت کے حصول کے لیے جانور اسکے قابو میں دے دیئے گئے ہیں، بیکٹیریا اس کے لیے دودھ کو دہی میں تبدیل کر رہے ہیں تاکہ اسے مکھن اور گھی میسر آسکے، آسمان سے اس کے لیے بارش برسائی جارہی ہے، زمین نے مناسب کشش ثقل سے آدمی کو پکڑا ہوا کہ کہیں یہ کائنات کی لامحدود وسعتوں میں غائب نہ ہو جائے۔ سورج اسے روشنی اور حرارت دینے میں مصروف ہے، زمین نے اپنے پیٹ میں لوہا، تانبا، پیتل، سونا چاندی جیسی دھاتوں کو محفوظ کیا ہوا ہے تاکہ یہ اس سے مکانات، دروازے، کھڑکیاں، گاڑیاں کمپیوٹرز، ہوائی جہاز اور دیگر مشینیں بنا سکے۔ یہ حقائق اس بات کا کافی ثبوت ہیں کہ انسان کو بنانے کا مقصد بہت بڑا ہے۔ کبھی ہم نے سوچا کہ اس مقصد کو پہچانے اور پائے بغیر یہاں سے ہمیشہ کی زندگی گزارنے چلے گئے جہاں سے واپسی بھی ممکن نہیں تو وہاں ہمارے ساتھ کیا ہوگا........؟

مقصد حیات ہمارے خالق کی نظر میں

انسان کی اپنی نظر میں اسکے مقصد حیات کو جاننے کے بعد اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا خالق ہمارے مقصد تخلیق کی بابت کیا ارشاد فرماتا ہے۔؟ انسان کا خیال ہے کہ وہ محض دنیا کے لئے پیدا ہوا ہے، جبکہ خالق نے اس کی تردید کرتے ہوئے اصل مقصد کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

☆ ﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴾

(المومنون:23: آیت۔115)

''کیا تم یہ گمان کیے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے۔؟''

اللہ تعالیٰ نے انسان کے بنانے کے مقصد کو کئی جگہ واضح کیا ہے، جیسے فرمایا:

☆ ﴿ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَّھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ﴾ (الملک:67:1-2)

''وہ ہستی جس نے موت وحیات کا سلسلہ (اس لیے) جاری کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے اعمال کرتا ہے۔''

☆ ﴿ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّھَا لِنَبْلُوَھُمْ اَیُّھُمْ اَحْسَنُ عَمَلًاo ﴾

''روئے زمین پر جو کچھ ہے اسے زمین کی زینت کا باعث بنایا تا کہ ہم لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔'' (الروم:30: آیت۔7)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک دنیا شیریں اور شاداب ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں جانشین بنا کر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ چنانچہ تم دنیا کے (فریب) سے بچو اور عورتوں کے (فتنے اور مکر) سے بچو۔'' (صحیح مسلم، کتاب الرقاق)

☆ ایک اور جگہ بڑے واضح انداز میں پروردگار نے فرمایا:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴾ (الذاریٰت:51:آیت:56)

''اور نہیں ہے جنوں اور انسانوں کو پیدا کرنے کا مقصد سوائے اسکے (کوئی اور) کہ وہ میری بندگی کریں''۔

کیا واقعی ایسا ہے؟ ان آیات کو جب انسان سنتا ہے تو اسے یقین نہیں آتا کہ کیا واقعی ہمیں بنانے کا مقصد یہ ہے؟ یہ تعجب اس لیے ہوتا ہے کہ جس معاشرے میں ہم نے آنکھیں کھولیں وہاں یہ کام بطور مقصد حیات نظر نہ آیا۔ اس کے برعکس زندگی کا اصل مقصد خواہشات کی بھرپور تکمیل ہی نظر آیا۔ وہ رب جسکی نعمتیں بارش کی طرح انسان پر برس رہی ہیں، سرتاپاؤں جسکے انعامات میں انسان ڈوبا ہوا

ہے، تو اسی کی بندگی انسان کا مقصد حیات کیوں نہ ہو......؟

آسان الفاظ میں: اگر ہم مذکورہ مقصد کو آسان الفاظ میں بیان کریں تو ہمارا مقصد تخلیق یہ ہے:

''اس چندروزہ دنیاوی زندگی کو لافانی اخروی زندگی کیلئے امتحان گاہ بنایا گیا ہے۔ خوشی اور غمی کے مختلف حالات پیدا کر کے انسان کو آزمایا جارہا ہے کہ کون مشکلات پر صبر اور نعمتوں پر شکر ادا کرتے ہوئے خالق کی فرمانبرداری میں رہتا ہے اور کون بے صبری، ناشکری اور نافرمانی پر۔ ہوائے نفس کے بُرے تقاضوں اور شیطان کی مخالفت کرتے ہوئے خالق کے احکامات کی پابندی میں زندگی بسر کرنا ہماری تخلیق کا اصل مقصود ہے۔ زندگی کو پورے دین یعنی (عقائد ونظریات، عبادات اور اخلاقیات ومعاملات) کو اللہ کے احکامات اور اسوہ رسول ﷺ کے تابع بسر کرنے کا نام ہی عبادت ہے جو کہ جن وانس کی تخلیق کا اصل مقصد ہے۔ تخلیق کے اس مقصد کے قیام کیلئے اپنی اپنی حیثیت اور دائرہ کار کے تحت دعوت دین، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری ادا کرنا۔ مزید یہ کہ اسلام اور ملک وملت کے دفاع کیلئے ضرورت پڑنے پر جہاد کیلئے تیار رہنا۔''

اس مقصد کو پورا کرنے کی تین بنیادی شرائط ہیں جن پر عمل پیرا ہوئے بغیر یہ مقصد کسی صورت پورا نہیں ہوسکتا، وہ یہ ہیں:

۱۔ ضروری دینی احکامات کو جاننے کا صحیح علم (قرآن وسنت سے) حاصل کرنے کی بھرپور تگ ودو کرنا۔

۲۔ ٹھیک ٹھیک علم حاصل ہوجانے کے بعد ان احکامات (پورے دین: عقائد ونظریات، عبادات اور اخلاقیات ومعاملات) کو خوش دلی سے قبول کرتے ہوئے ترجیح کے ساتھ اپنی زندگی پر لاگو کرنا، اور خدانخواستہ کبھی کوتاہی ہوجائے تو فوراً معافی کے ذریعے پلٹ آنا۔

۳۔ حسبِ استطاعت فریضہ دعوت واصلاح کیلئے کاوش کرنا۔

حقیقی مقصد حیات تک رسائی کے درج ذیل پانچ اہداف ہیں:

(۱)۔اللہ کی معرفت یعنی اسکی پہچان کرنا (۲)۔اس کی بندگی کرنا اور توحید پر جم جانا (۳)۔نکاح کے ذریعے بقائے نسل انسانی کا ذریعہ بننا اور اولاد کی تربیت وکفالت کرنا (۴)۔انسانیت کی صحیح دینی رہنمائی کرنے کا ذریعہ بننا (۵)۔انسانی ہمدردی اور خدمت خلق۔

بڑے مقصد (Greator meaning of Life) کو پانے کیلئے فرائض وواجبات کی پاسداری اور حلال حرام کی تمیز کو ملحوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ مزید سبقت کیلئے بڑے مقصد کے درج ذیل بڑے اہداف ہیں:

(۱)۔دعوت دین (۲)۔اللہ کی یاد اور نفلی عبادت (۳)۔زکوۃ سے زائد انفاق (۴)۔خدمت خلق: اللہ کی رضا کی خاطر ملک وقوم کی اپنی صلاحیتوں اور اسباب سے خدمت۔

اپنی استعداد کے مطابق ان میں کسی ایک دو یا سب میں آگے بڑھنے کا عزم کریں۔

مقصد اور ضرورت

ہماری تخلیق میں کچھ چیزیں مقاصد اور کچھ چیزیں ضروریات کے زمرے میں آتی ہیں۔ضروریات کی بھی اہمیت ہے لیکن جو چیز مقصد ہو اس کی اہمیت،ضرورت سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔مقاصد کیلئے جیا مرا جاتا ہے۔ضروریات میں کمی بیشی تو ہوسکتی ہے لیکن مقاصد میں نہیں۔جس نے مقصد کو نظر انداز کر دیا اور ضروریات بلکہ ضروریات سے آگے بڑھتے ہوئے تعیش وآرائش کو زندگی کا مقصد بنا کر وقت اور سرمایہ اسکی نظر کر دیا، وہ مارا گیا۔ایسا شخص بروز قیامت اللہ کو کیا منہ دکھلائے گا.........؟

لہٰذا اس بات کو اچھی طرح سمجھنا کہ اللہ کے نزدیک کون سی چیزیں مقصد ہیں اور کون سی ضرورت؟ اس بات کا تعین کرنے اور اچھی طرح ذہن نشین رکھنے میں ہی دنیا وآخرت کی فلاح ہے۔اسی سے زندگی بہت آسان ہوگی، رب کی رحمت اور سکون کی بہاریں نصیب ہوں گی۔اور اس کا تعین نہ کرنے اور ذہن نشین نہ رکھنے سے دنیا کا سکون بھی برباد ہوگا اور آخرت بھی۔لہٰذا جلد از جلد اس اہم ترین کام کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

قرآن وسنت سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ دنیا میں انسان کے آنے کا مقصد صرف اور صرف اللہ کی بندگی، اللہ کے حکم کی پاسداری کرنا ہے۔اس تناظر میں اگر ضرورت اور مقصد کا تعین کیا جائے تو اسکا خلاصہ کچھ یوں بنتا ہے:

نمبر شمار	دنیوی امور	مقصد/ضرورت
۱	عبادت وبندگی	مقصد
۲	اللہ کے حکم کی پاسداری	مقصد
۳	گھر کا حصول (رہن سہن)	ضرورت
۴	کھانا پینا	ضرورت
۵	بنیادی لذات	ضرورت
۶	ثمرات	ضرورت
۷	نوکری، کاروبار	ضرورت
۸	سواری (سائیکل، موٹر سائیکل، کار)	ضرورت
۹	صحت وتندرستی	ضرورت
۱۰	نکاح	مقصد
۱۱	نکاح کے ذریعے جائز شہوت	ضرورت
۱۲	بچوں کا حصول	مقصد
۱۳	دیگر ضروریات زندگی	ضرورت
۱۴	ضروری دینی تعلیم	مقصد
۱۵	دنیوی تعلیم، ڈگریاں	ضرورت
۱۶	عدل وانصاف/انسانی ہمدردی/ حسن سلوک	مقصد
۱۷	قرابت داری/رشتوں کا لحاظ	مقصد

کیا بنے گا ان لوگوں کا جو اصل مقصد کو بھول کر محض دنیا کی خاطر اپنا سارا وقت اور وسائل کھپا رہے ہیں..............؟

بامقصد زندگی کے حقیقی اہداف

حقیقی مقصد حیات کو پانے کیلئے دنیاو آخرت کی فکر کے ساتھ درج ذیل اہداف بنانا بہت ضروری ہے:

(۱)۔ حفظانِ صحت: اللہ کی بندگی اور انسانیت کی فلاح کی خاطر کاوش کیلئے صحت وتندرستی ضروری ہے۔لہٰذا صحت وتندرستی کا خیال رکھنا ناگزیر ہے۔اس کے لیے: حفاظتی اقدامات کا خیال، کھانے پینے میں احتیاط، ورزش، جائز سیر وتفریح اور اللہ سے دعا کرنا ناگزیر ہے۔

(۲)۔ دین وایمان: دین وایمان پر استقامت، خشوع وخضوع، سبقت، معمولات اور علم میں اضافہ......کے اہداف بنائے جائیں۔ساری زندگی نمازوں میں ''قل ھواللہ'' پڑھنے کی بجائے نئی صورتیں یاد کی جائیں۔زکوٰۃ سے آگے بڑھتے ہوئے مزید انفاق کیا جائے۔ فرائض وواجبات سے آگے بڑھتے ہوئے نوافل ومستحبات کو اختیار کیا جائے۔

(۳)۔ فیملی کا خیال: اپنی فیملی کو بھی وقت دیا جائے۔والدین اور بیوی کے ساتھ حسن سلوک، بچوں کی نشوونما، تربیت، جائز سیر وتفریح کا خیال رکھا جائے۔

(۴)۔ رشتے دار اور دوست احباب: قرابت داری کا لحاظ اور دوست احباب کے ساتھ سچائی اور دیانت داری پر مبنی اچھے تعلقات استوار کئے جائیں۔

(۵)۔ کسبِ حلال: دوسروں کا محتاج بننے کی بجائے کسب حلال کے ذریعے اپنا اور اپنے اہل خانہ کا بوجھ خود اٹھانے کیلئے بھرپور کاوش کی جائے۔

(۶)۔ وقت کا استعمال: وقت پر گہری نظر رکھی جائے۔آرام وسکون ضرور کیا جائے لیکن وقت کے ضیاع کو روکا جائے اور اسے مفید کاموں میں استعمال کیا جائے۔

یقینی فلاح تک پہنچنے کیلئے ان سب باتوں کو ملحوظ رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

نتیجہ ضرور نکلے گا: قرآن مجید میں زور اور تکرار کے ساتھ انسانیت پر یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ: قیامت ضرور برپا ہوگی، حساب کتاب ضرور ہوگا، جنت اور دوزخ کی صورت میں نتیجہ ضرور نکلے گا۔وہ

لوگ جنہوں نے آخرت کو نظر انداز کر کے زندگی گزاری ہوگی، تو ان کا نتیجہ کچھ یوں ہوگا:

﴿ وَ تَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ o سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ o ﴾ (الزمر:39۔آیت:16)

''اس دن تم مجرموں کو زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھو گے، ان کے لباس تارکول کے ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر چھائی ہوئی ہوگی۔''

اس کے برعکس وہ خوش نصیب جنہوں نے صبر اور تقویٰ پر زندگی بسر کی ہوگی، ان کا نتیجہ یوں نکلے گا:

﴿ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ o وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ o كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ o ﴾ (المرسلٰت:77:41-43)

''یقیناً متقی لوگ ہوں گے سایوں میں اور چشموں میں، اور پھل ہوں گے ہر قسم کے جن کی وہ خواہش کریں گے، (کہا جائے گا) کھاؤ اور پیئو مزے لے لے کر اب ان اعمال کے بدلہ میں جو تم کیا کرتے تھے۔''

ہم کدھر جانا چاہتے ہیں....... ؟ اسکے لئے فیصلہ ہمیں آج کرنا ہے۔!

انتہائی قابلِ غور

☆ چیزوں سے اگر وہ مقصد حاصل نہ ہو رہا ہو جسکے لئے وہ بنائی گئیں تو ہم اپنے ہی ہاتھوں انہیں تبدیل کر دیتے ہیں: خراب بلب، ٹیوب لائٹ......... ڈسٹ بن کی نظر کر کے نیا لگا دیتے ہیں۔ لیکن ہم اگر اپنے مقصدِ تخلیق پر پورا نہ اتریں تو ہمارا خالق ہمیں قبول کرے گا............. ؟

☆ حقیقی مقصد کے بغیر زندگی....... کیا عقلمندی ہے.... ؟ اگر سڑک پر جاتے انسان سے پوچھا جائے کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟۔ وہ کہے مجھے معلوم نہیں کہ میں کہاں سے آیا ہوں، میری منزل کیا ہے، میں نے کدھر جانا ہے........ تو آپ یقیناً اسکے پاگل ہونے کا اعلان

کر دیں گے۔ پھر اگر ہم اس حقیقت کو بھول جائیں کہ کدھر سے آئے ہیں اور ہماری حقیقی منزل کیا ہے........؟ تو کیا یہ عقلمندی ہوگی........؟

☆ بغیر مطلوبہ کوشش کسی بھی منزل پر نہیں پہنچا جا سکتا.......... کیا اخروی منزل کا حصول بغیر کاوش ومحنت سے ہو جائے گا...........؟

سوچنے کی بات! دھڑا دھڑ فوت ہونے والے ہم جیسے لوگ کہاں چلے جا رہے ہیں......؟ کیا کوئی وہاں جانے سے راہِ فرار حاصل کر سکتا ہے......؟ جس عالم میں یہ لوگ چلے جا رہے ہیں، وہاں کیسے رہنا ہے، مشکلات سے کیسے بچنا ہے، وہاں کی سہولیات، راحتیں اور آسانیاں کیسے حاصل ہوں گی.......؟ کیا اس کے متعلق ضروری معلومات ہم نے حاصل کر لیں........؟ اگر نہیں تو کیا ہم اپنے آپ (جسم وروح) کے خیر خواہ ہیں..........؟

مقصد پر آنے کے ثمرات: زندگی کو مقصد حیات پر لانے کے یقینی فوائد:

(۱)۔ سکون واطمینان: مقصد حیات پر آنے سے دنیوی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی تائید ونگہبانی اور سکون واطمینان کی دولت نصیب ہو جاتی ہے۔ جب تک زندگی مقصد حیات پر نہ آئے گی حقیقی سکون واطمینان نصیب نہ ہو سکے گا۔

(۲)۔ اخروی فلاح: زندگی مقصد حیات پر آنے سے اللہ کی رضا اور اخروی ابدی فلاح نصیب ہوگی۔

مقصد حیات سے دور رہ کر مذکورہ دونوں مقاصد سے محرومی والی زندگی گزارنا کیا عقلمندی ہے.......؟

مقصد حیات کیسے حاصل ہو؟

مذکورہ حقائق سے آگاہی کے بعد اب سب سے بڑا سوال یہی ہے کہ زندگی اس عظیم مقصد پر کیسے آسکے؟ اس عظیم سعادت پر آنے کیلئے درج ذیل باتیں ملحوظ رکھنا ضروری ہیں:

(۱)۔ علمی آگاہی: اپنی اور کائنات کی تخلیق پر غور وفکر اور تخلیق کی بابت علمی آگاہی حاصل کرنا جیسا کہ

اس تحریر میں علمی آگہی پیدا کی گئی ہے۔

(۲)۔اخروی فلاح کو ہدف بنانا: زندگی مقصدِ تخلیق پر لانے کیلئے سب سے ضروری یہ ہے کہ موت کو یاد رکھتے ہوئے ''اخروی فلاح'' کو زندگی کا ہدف (Goal) بنالیا جائے۔اپنے وطنِ اصلی کی پہچان، اس کی یاد اور تیاری کی فکر پیدا کی جائے۔وہی کام ترجیح کے ساتھ زندگی میں داخل ہوتا ہے جو ہدف (Goal) بن جائے۔جب تک اخروی فلاح زندگی کا ہدف (Goal) نہیں بنے گی، خواہشات کو قابو کرنے، کما حقہ اطاعت و بندگی کا شوق و جذبہ اوراس کے لئے اندر سے قوت مہیا نہ ہوسکے گی۔اس ضمن میں پروردگار نے عظیم رہنمائی یوں مہیا فرمائی:

﴿ وَ مَنۡ اَرَادَ الۡاٰخِرَةَ وَ سَعٰی لَهَا سَعۡیَهَا وَ هُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعۡیُهُمۡ مَّشۡكُوۡرًا۝ ﴾ (بنی اسرائیل:17۔آیت:19)

''اور جس شخص نے ارادہ (فیصلہ) کرلیا آخرت (کو ہدف بنانے کا) اور اسکے لئے اتنی کوشش کی جتنی اس کے لائق ہے اور وہ مومن بھی ہو تو ایسے ہی لوگوں کی کوشش ٹھکانے لگے گی۔''

یعنی اخروی فلاح کیلئے درج ذیل دو اہم شرائط ہیں:

(ا)۔آخرت کی کامیابی کو زندگی کا ہدف بنانا (۲)۔ایمان کی موجودگی میں اس ہدف کی تکمیل کیلئے بھرپور کاوش کرنا۔

شب روز گزارتے ہوئے ہر ہر قدم پر اگر آپ کا ضمیر آپ کو وطن اصلی یعنی آخرت کی فکر کی یاد دہانی کرا رہا ہے تو آپ کو مبارک ہو، آخرت آپ کا ہدف (Goal) بن چکی ہے۔اب زندگی کو آخرت کے تابع کرنا آسان ہو جائے گا۔لیکن اگر آپ کا باطن یہ یاد دہانی نہیں کروا رہا تو بڑی پریشانی کی بات ہے، آخرت آپ کا ہدف نہیں بن سکی۔وہ خوش نصیب جن کا ہدف آخرت بن چکا ہے، اب استقامت کے ساتھ اس پر قائم رہنے کے لیے ضروری ہے کہ:

(۱)۔اچھی صحبت کا اہتمام: وہ چیز جو ہمیں غفلت کی دلدل سے نکال کر عمل کی پٹڑی پر چڑھا سکتی ہے وہ اچھی صحبت اختیار کرنا اور بری صحبت سے بچنا ہے۔ یہ اللہ کی سنت ہے جس کے ذریعے اس نے نسل انسانی کو نوازتے ہوئے اپنے برگزیدہ انبیاء و رسل علیہم السلام بھیجے۔جن کی پاک صحبت سے لوگوں کا تزکیہ ہوا۔انسانی ذہن کو ایسا بنایا گیا ہے کہ وہ بھول جاتا ہے،اسے بار بار یاد ہانی کی ضرورت ہے۔اس لیے بغیر اچھی صحبت کو برقرار رکھے عمل پر آنا ممکن نہیں۔اس لیے اچھے لوگوں (اہل آخرت، اہل توحید اور اہل رسالت)، اچھی کتابوں، بالخصوص قرآن مجید، مساجد کی زیادہ سے زیادہ صحبت اختیار کرنا اور بری صحبت سے ہر ممکن اجتناب کرنا ناگزیر ہے۔ عبرت کیلئے ہسپتالوں اور قبرستان میں جانا ضروری ہے۔معمول پر آنے کیلئے کسی اچھے باقاعدہ پروگرام،کورس یا دروس وغیرہ میں شمولیت اختیار کر لینی چاہیئے۔

(۲)۔دعا: مسلسل اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیے،ہم ناقص و کمزور ہیں،صرف وہی کام ہوسکتا ہے جسکی توفیق اللہ سے ملے،اس لیے اللہ کے ہاں منظوری کیلئے اسی سے فریاد کرنا ضروری ہے۔اگر اس نے ہمیں مقصد حیات پر قائم رہنے کیلئے قبول کر لیا تو پھر سب رکاوٹیں دور ہوجائیں گی۔

یاد رکھیں! دنیا نقد و نقد ہے۔اس لیے دنیوی اہداف (Goals) تو خود بخود بنتے جاتے ہیں لیکن آخرت ادھار ہونے کی وجہ سے اخروی اہداف (Goals) خود بخود نہیں بنتے بلکہ انہیں بنانے کیلئے بہت زیادہ سنجیدہ ہونا پڑتا ہے، بہت تردد کرنا پڑتا ہے۔جب تک اس معاملے کو بہت زیادہ سنجیدہ نہ لیں گے'آخرت' زندگی کا مقصد نہ بن سکے گی۔اس کام کے لئے بہت کاوش اور صبر کی ضرورت ہے۔

یہ وقت گزر جائے گا!

آپ زندگی غفلت میں گزاریں اور محض خواہشات کی تکمیل میں لگے رہیں یا اللہ کی فرمانبرداری میں، جو دن آپ پر طلوع ہوا اس نے رات میں تبدیل ہو ہی جانا ہے اور ان دنوں کے مجموعے کا نام زندگی ہے۔ ہر انسان نے اپنے حصے کا وقت پورا کرنا ہے۔ یہ وقت بڑی تیزی سے گزرتا جا رہا ہے۔زندگی

برف کے بلاک کی طرح ہے جس نے دیکھتے ہی دیکھتے پگھل کر غائب ہو جانا ہے۔ سابقہ زندگی پر نظر دوڑائیں تو بیتے ہوئے کئی سال اک خواب محسوس ہوتے ہیں۔ کل کی بات ہے کہ ہم بچے تھے، جوان ہوئے اور بڑھاپے کی طرف رختِ سفر باندھے ہوئے ہیں۔ آئندہ آنے والا وقت بھی یوں ہی ختم ہو جائے گا۔ جن لوگوں کی ہزار ہزار سال عمریں تھیں وہ بھی یہاں نہ رہے تو کیا ہم بچ جائیں گے.........؟ ہماری زندگی فصل کی مانند ہے، ایک فصل تیار ہو کر کٹ جاتی ہے اس کی جگہ نئی فصل آجاتی ہے۔ اس وقت ہماری فصل ہے ساٹھ، ستر سال کی بات ہے، یہ فصل ختم ہو جائے گی اس کی جگہ نئی فصل آجائے گی۔ عقلمند وہ ہے جو ان حقائق کو سمجھے، اصل مقصد کو پہچانے اور حادثات، بیماری اور موت سے پہلے مقصد کے حصول کے لیے کوشاں ہو۔ اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ (آمین)

اس ضمن میں شاعر نے حقیقت کو یوں کھولا ہے:

کوئی بن گیا رونق اکھیاں دی — تے کوئی چھوڑ کے چھپچھ محل چلیا
کوئی پلیا ناز تے نخریاں وچ — کوئی ریت گرم دے تھل پلیا
کوئی بُھل گیا مقصد آون دا — تے کوئی کر کے مقصد حل چلیا
اتھے ہر کوئی فرید مسافر اے — کوئی اج چلیا تے کوئی کل چلیا

حقیقت تک رسائی کے لیے ابویحییٰ صاحب کی درج ذیل کتب کا جلد از جلد مطالعہ کیجئے:

(''جب زندگی شروع ہوگی''، ''قسم اس وقت کی''، خدا بول رہا ہے''، ''قرآن کا مطلوب انسان''، انذار پبلشرز کراچی)

باب ۵

دوسری تدبیر: دنیا و آخرت کا تقابل

دنیوی سحر کی لپیٹ سے بچانے کیلئے خالق نے دنیا و آخرت کا تقابل کرا کر انسان پر حقائق کھولے ہیں۔ دنیوی نعمتیں، دنیوی مصائب اور اخروی نعمتیں، اخروی مصائب..... کی حقیقت واضح کر کے مقصد حیات پر آنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس ضمن میں دنیا کی بے اثباتی، اس کے عارضی پن کو واضح کر کے آخرت کی دائمی نعمتوں کو پانے کی دعوت دی گئی ہے۔ پروردگار نے فرمایا:

<u>یہ تو کچھ بھی نہیں:</u> یہ دنیا جس کے لئے ہم جیتے مرتے ہیں، آخرت کے مقابلے میں تو یہ کچھ بھی نہیں:

﴿ وَ مَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ o ﴾ (عنکبوت:29:64)

''اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر کھیل اور تماشا اور یقیناً آخرت کا گھر ہی حقیقی زندگی ہے، کاش تم جان جاتے۔''

کھیل اور تماشا تو بہت تھوڑے وقت کے لیے منعقد ہوتا ہے، دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس زندگی نے بھی تماشے کی طرح بہت جلد ختم ہو جانا ہے اور پھر آخرت کی ابدی زندگی شروع ہونی ہے۔ کاش یہ بات ہمارے دل میں بیٹھ جائے اور اس کی سمجھ ہمیں یہیں اسی دنیا میں آ جائے۔ ورنہ بوقت موت تو سمجھ آ ہی جانی ہے لیکن اس وقت کا سمجھنا کسی فائدے کا نہیں۔!

دنیا کی چند روزہ فراخیِ رزق ملنے پر خوش فہمی کا شکار ہونے والوں پر پروردگار نے دنیا کی حقیقت یوں واضح فرمائی:

﴿ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ وَ فَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴾ (سورہ رعد:13: آیت:26)

''اللہ ہی جس کی روزی چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے گھٹا تا ہے۔اور یہ تو (محض) دنیاوی زندگی پر ہی خوش ہوگئے ہیں حالاں کہ دنیا تو آخرت کے مقابلے میں نہیں ہے مگر صرف ایک متاع (یعنی نہایت حقیر پونجی)۔''

ایک بندہ مومن نے اپنی قوم کو نصیحت کی یوں فریاد کی:

﴿ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴾

(المومن:40: آیت:39)

''اے قوم دنیا کی زندگی تو نہیں مگر سوائے متاع کے اور یقیناً آخرت ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے۔''

یہاں دنیا کو متاع اور آخرت کو دارلقرار کہا گیا ہے۔وہ چیز جو بہت عارضی طور پر دی جائے اور جلد واپس لے لی جائے وہ متاع کہلاتی ہے۔یا وہ چیز جس کے اپنا ہونے کا گمان ہو لیکن وہ انسان کی اپنی ملکیت نہ ہو وہ متاع کہلاتی ہے۔یوں دیکھتے ہی دیکھتے انسان کا بچپن، جوانی، وقت...... سب اس کے ہاتھ سے چھنتا جاتا ہے۔اس کے برعکس آخرت دارالقرار یعنی جائے مقام، رہنے اور ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ہماری صورت حال یہ ہے کہ آخرت کو بھول گئے ہیں اور دنیا کو دارالقرار بنا بیٹھے ہیں۔

<u>نرا ہی دھوکہ!</u> دنیا کی زندگی تو نہیں ہے کچھ بھی، سوائے نرے ہی دھوکے کے:

﴿ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴾ (آل عمران:3: آیت:185)

''اور نہیں ہے دنیا کی زندگی کچھ بھی سوائے نرے ہی دھوکے کے۔''

یعنی اگر مقصود صرف دنیا کی ہی زندگی ہے تو یہ سوائے دھوکے کے کچھ بھی نہیں۔کیونکہ اس نے ہماری آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو جانا ہے۔صرف موجودہ اور آنے والے لمحات میں وقت

محسوس ہوتا ہے۔جیسے ہی ہمارے شب وروز گزر کر ماضی کا حصہ بن جاتے ہیں تو ان میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔وہ صرف ایک گزرا ہوا خواب محسوس ہوتے ہیں۔زندگی کُل چار سیکنڈ کی طرح ہے: بچپن سے لڑکپن،لڑکپن سے جوانی، جوانی سے بڑھاپا اور بڑھاپے سے موت.....اور بوقت موت پیچھے گزری ہوئی ساری زندگی ایک لمحہ ہی محسوس ہوتی ہے۔

اسی لئے پرودگار نے فرمایا:

﴿ یٰاَیُّھَاالنَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِہٖ وَ لَا مَوْلُوْدٌ ھُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِہٖ شَیْئًا اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَ لَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ ۝ ﴾ (لقمان:31:آیت:33)

’’اے لوگو اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو اور اس دن سے ڈر جاؤ جس دن کوئی باپ اپنی اولاد کے کام نہ آئے گا اور نہ ہی اولاد اپنے والد کے کچھ بھی کام آسکے گی۔یقیناً اللہ کا وعدہ برحق ہے،تو کہیں تمہیں دنیا کی زندگی اپنے دھوکے کی لپیٹ میں نہ لے لے اور نہ شیطان کہیں اللہ کے بارے میں تمہیں دھوکے میں مبتلا کردے(یعنی بے جا بخشش کی امید پر)۔‘‘

انتہائی جامع نصیحت: دنیا کی حقیقت اور اس کی بے اثباتی کے متعلق انتہائی جامع نصیحت یوں کی گئی:

﴿ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَزِیْنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرٰہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا وَّفِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ ﴾ (الحدید:57:آیت:20)

’’خوب جان لو کہ دنیا کی زندگی نہیں ہے مگر صرف کھیل تماشا اور زینت اور آپس میں تفاخر کرنا اور مال اور اولاد کی کثرت جتلانا۔جیسے بارش اور اس کی پیداوار کسانوں کو بھلی

معلوم ہوتی ہے۔ پھر وہ خشک ہو کر زرد دکھائی دینے لگتی ہے، پھر وہ بالکل چورا چورا ہو جاتی ہے، اور آخرت میں ہے شدید عذاب اور اللہ کی بخشش اور اس کی رضا مندی۔ اور دنیا کی زندگی بجز دھوکے کے سامان کے اور کچھ بھی نہیں۔''

اس آیت کریمہ میں سب سے پہلے دنیوی متاع کی حقیقت واضح کی گئی ہے کہ زندگی اگر محض دنیا کی خاطر ہے تو اس میں زندگی کے مختلف ادوار: بچپن، لڑکپن، جوانی اور بڑھاپے میں انسان کی متاع: کھیل تماشا، عارضی ٹپ ٹاپ، دنیوی جائداد، مال ومتاع اور اولاد کی کثرت سے ایک دوسرے پر فخر جتلانا ہوتی ہے۔ اسکے بعد انسانی زندگی کے دورانیے (Human Life Cycle) کو پودوں کی زندگی کے دورانیے (Plant Life Cycle) سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی جس طرح ایک فصل پانچ چھ ماہ میں پیدا ہو کر شباب کو پہنچ کر، پھر سے کمزور ہو کر ختم ہو جاتی ہے، اسی طرح انسان نے بھی اپنا دورانیہ پورا کر کے بالآخر ختم ہو جانا ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ پودوں کا دورانیہ مہینوں میں ہے اور انسانوں کا سالوں میں، لیکن ختم دونوں نے ہی ہو جانا ہے۔ پھر آخر پر انسان کو متنبہ کر دیا گیا ہے کہ اگر اس نے زندگی تقویٰ پر گزاری تو نتیجہ اللہ کی بخشش اور اسکی رضا ہوگا، لیکن اگر دنیوی دھوکے کا شکار ہو کر غلط راہ کو اختیار کیا تو شدید عذاب ہوگا۔

<u>فائدے اور نقصان کا تقابل:</u> بالآخر انسان کو کیا چاہیے....؟ فائدے کا حصول اور نقصان سے بچاؤ۔ جی ہاں انسان کی ساری دوڑ دھوپ اسی لئے ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل ہو جائیں اور نقصانات اس سے دور ہو جائیں۔ لیکن عجلت پسند انسان کی غلطی یہ ہے کہ اس عارضی زندگی کے فائدے کیلئے تو مرمٹتا ہے جبکہ آخرت کے ابدی فائدوں کو یکسر نظر انداز کئے رہتا ہے، یہاں کیلئے تو خوب ہاتھ پاؤں مارتا ہے لیکن وہاں کیلئے سویا رہتا ہے۔ جیسا کہ پروردگار نے اس غلط روش کی یوں نشاندہی فرمائی:

﴿ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ ﴾
''وہ تو صرف دنیاوی زندگانی کے ظاہری پہلو کو ہی جانتے ہیں اور وہ آخرت سے تو بالکل ہی بےخبر ہیں۔'' (الروم:30: آیت:7)

اللہ تعالیٰ نے اہل عقل کے سامنے دنیا و آخرت کا زبردست تقابل کرا کے انسانیت کی اصل بیماری واضح کردی ہے:

﴿ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝ ﴾ (سورۃ الاعلیٰ، 19-16)

''بلکہ تم تو چاہتے ہو دنیاوی زندگانی کو جبکہ آخرت بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ بے شک یہی بات پہلی کتابوں میں بیان ہوئی (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کے صحائف میں۔''

خالق نے یہ بات بالکل واضح کردی ہے کہ: آخرت کے فوائد دنیا کے مقابلے میں بہت بہتر بھی ہیں اور ہمیشہ رہنے والے بھی ہیں، یعنی دنیا کے فوائد آخرت کے مقابلے میں بہت حقیر بھی ہیں اور بہت عارضی بھی۔ اسی طرح آخرت کا نقصان بھی دنیا سے بہت بھیانک اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اس بات کے واضح ہوجانے کے باوجود بھی غیر منصفانہ طرز عمل اختیار کرتے ہوئے صرف دنیوی فائدے ونقصان کو پیش نظر رکھنا اور اخروی تیاری سے غافل رہنا خود اپنے ہاتھوں اپنی تباہی کرنے کے مترادف ہے۔ بلکہ دنیا میں حقیقی فوائد (عافیت، سکون واطمینان، قناعت، اللہ کی تائید وحفاظت، صبر ....) بھی دین کی پاسداری سے نصیب ہوتے ہیں۔ دین کی پاسداری کے بغیر دنیا میں عافیت، سکون واطمینان اور اللہ کی تائید حاصل نہیں ہوسکتی۔ اللہ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین)

اسی ضمن میں نبی کریم ﷺ نے بہت زبردست رہنمائی ان الفاظ میں فرمائی ہے:

☆ ''اللہ کی قسم! آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال اسی طرح ہے، جیسے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈالے اور پھر اس بات کا جائزہ لے کہ اس پر کتنا پانی لگا ہے۔''

(مسلم، کتاب الجنۃ واصفہ)

☆ ''اگر دنیا کی وقعت اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔'' (ترمذی، الزھد، رقم: 2320)

☆ بروز قیامت جہنمیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ خوشحال رہا ہوگا، اسے جہنم میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی بھلائی (راحت) دیکھی؟ کیا تجھ پر (کبھی) خوشحالی کا گزر ہوا؟ وہ کہے گا نہیں، اللہ کی قسم اے میرے رب۔ اور جنتیوں میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ دکھی اور مصیبت زدہ تھا، اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی سختی اور تنگی دیکھی؟ کیا تیرے ساتھ کبھی سختی کا گزر ہوا، وہ کہے گا نہیں اللہ کی قسم، میرے ساتھ کبھی سختی کا گزر نہیں ہوا، نہ میں نے کبھی سختی اور تکلیف دیکھی۔''

(مسلم، صفات المنافقین، رقم: 2807)

امام مالکؒ نے دنیا کی بے رغبتی کی وضاحت یوں فرمائی: ''دنیا کی بے رغبتی سے مراد حلال کمائی اور امیدوں کا کم ہونا ہے۔'' (بیہقی فی شعب الایمان، رقم: 10779)

سب یاد آجائے گا: آج تو انسان دنیا کی مشغولیت میں آخرت سے غافل ہو چکا ہے، لاکھ سمجھائیں بیدار نہیں ہوتا لیکن بروز قیامت سب سمجھ آجائے گی، لیکن اب کیا فائدہ....؟

﴿ وَجِيْءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى o يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ o ﴾ (الفجر: 23-24)

''اور لائی جائے گی اس دن (سب کے سامنے) جہنم، اس دن سمجھ آجائے گی انسان کو (سب) مگر اب کیا حاصل اس کے سمجھنے کا! اس دن کہے گا ہائے کاش آگے بھیجے ہوتے میں نے (نیک اعمال) اس زندگی کے لیے۔''

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت.......!

لیکن ابھی تو آپ کے پاس وقت ہے جاگنا چاہیں تو جاگ سکتے ہیں،فوراً جاگ جائیں۔

یاد رکھیں! ہمیں آخرت کی لافانی زندگی کے لیے پیدا کیا گیا ہے، ہم اسی زندگی کو زندگی سمجھ بیٹھے حالانکہ یہ تو اصل زندگی کی تمہید ہے۔ یہ تو امتحانی وقفہ ہے جسے موت ڈال کر ابدی زندگی سے کاٹا گیا ہے۔موت کا قاصد بغیر بتلائے کسی لمحے بھی دستک دے سکتا ہے۔ ویسے تو ایک منٹ کی بھی گارنٹی نہیں لیکن زندگی پوری ہو بھی گئی تب بھی ۶۰، ۷۰ سال دیکھتے ہی دیکھتے پل بھر میں گزر جانے ہیں، اس برف کے بلاک نے بہت جلد غائب ہو جانا ہے، جو وقت آنے والا ہو اس میں تو لگتا ہے کہ وقت ہے۔

لیکن جوں ہی وقت گزر کر ماضی کا حصہ بن جائے تو وہ خواب محسوس ہونے لگتا ہے۔ سابقہ گزری ہوئی زندگی پر نظر دوڑائی جائے تو پل بھر ہی محسوس ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح جو وقت آگے رہ گیا ہے اس نے بھی بہت جلد گزر جانا ہے، پھر یہ حقیقت بروز قیامت اچھی طرح کھل جائے گی۔اس دن انسان اپنی دنیا کی زندگی کی بابت خود اقرار کرے گا:

﴿ كَاَنَّهُمۡ يَوۡمَ يَرَوۡنَهَا لَمۡ يَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا عَشِيَّةً اَوۡ ضُحٰهَا٥ ﴾ (النازعات:46)

”جس روز دیکھیں گے وہ قیامت کو تو ایسا لگے گا گویا نہیں رہے وہ دنیا میں مگر ایک شام یا ایک صبح“

موت کے وقت تو سب کو سمجھ آ ہی جاتی ہے لیکن عقلمندی جیتے جی ہی اس دھوکے سے نکل جانے میں ہے، کیا آپ اس کے لئے آمادہ ہیں......؟

<u>دنیا سے حاصل کیا!</u> حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو زندگی اگر اخروی فلاح کو مقصود بنائے بغیر محض دنیا کیلئے گزاری جارہی ہے تو یہاں سوائے مشقت کے حاصل بھی کیا ہو رہا ہے۔صبح کا ناشتہ دوپہر تک ختم،شام کا کھانا صبح تک ختم اسی طرح وقت کے ساتھ ہر شے یا تو بوسیدہ ہوتی جاتی ہے یا فنا۔دنیا کی ہر شے ساتھ ساتھ ہی مٹتی جاتی ہے،اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مٹنے والی دنیا کا ہونے کی بجائے ہمیشہ

باقی رہنے والے خزانے کی دعوت دی ہے:

﴿ اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًاo ﴾(الکھف:18:46)

''مال اور بیٹے تو (صرف) دنیوی زندگانی کی رونق ہیں اور باقی رہنے والی تو نیکیاں ہیں، وہ تمھارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی ہیں ثواب اور امید کے لحاظ سے۔''

ہماری ساری امیدیں دنیوی زندگی کی مٹ جانے والی اشیاء سے ہی وابستہ ہوتی ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ تمھاری امیدیں تو ہمیشہ کام آنے والی نیکیوں سے وابستہ ہونی چاہئیں۔کیا ہم حقیر اور عارضی زندگی کی جگہ بہتر اور دائمی نعمت (نیکیوں) پر نظریں نہیں جمائیں گے....؟

<u>ہر شخص دیکھے:</u> زندگی گزارتے ہوئے انسان کی نظر دنیا پر ہی ٹکی رہتی ہے۔صبح اٹھتے ہی یہ فکر کہ آج دنیا سے کیا حاصل ہوسکتا ہے؟ رات کو بھی اسی فکر سے سوتا ہے۔ دنیا کی فکر میں ہی ساری زندگی بیتتی جاتی ہے کہ موت کا قاصد آ دستک دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس فکر کے برعکس سبق دیا ہے کہ ہمیں زیادہ فکر اس بات کی ہونی چاہیے کہ ہمیشہ کی زندگی کی بہتری کیلئے ہم آگے کیا بھیج رہے ہیں:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَo ﴾(الحشر:59:18)

''اے ایمان والواللہ سے ڈرتے رہواور چاہیے کہ ہر شخص دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا سامان آگے بھیجا ہے،اور اللہ سے ڈرتے رہو، بلاشبہ وہ تمھارے سب اعمال سے باخبر ہے۔''

شب و روز گزارتے ہوئے اگر ہمارا تصور تبدیل ہوجائے۔ہم اُخروی محاسبے کی عینک لگالیں۔دنیا کے ہر فعل کو آخرت کے تناظر میں دیکھنا شروع کردیں۔ہم یہ دیکھنا شروع کردیں کہ آگے کیا جارہا

ہے تو دنیا و آخرت کی کامرانیاں نصیب ہو جائیں گی اور خدانخواستہ ایسا نہ ہو سکا تو شاید نہ دنیا میں عافیت مل سکے اور نہ ہی آخرت میں۔اس ضمن میں نبی کریم ﷺ نے غفلت کی دلدل سے نجات کیلئے یوں رہنمائی فرمائی ہے:

''بروز قیامت اللہ کے دربار سے قدم ہٹ نہ سکیں گے جب تک ان چیزوں کے متعلق پوچھ نہ لیا جائے: (۱)۔عمر کن کاموں میں ختم کی؟ (۲)۔جوانی کیسے گزاری؟ (۳)۔مال کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا؟ (۴)۔علم کے مطابق کتنا عمل کیا؟۔''(ترمذی:2416)

دنیا سے حاصل....؟ چند روزہ دنیا کی خاطر انسان ہمیشہ کی نعمتوں کا سودا کر رہا ہے، دیکھا جائے تو یہاں سے حاصل بھی کیا کیا ہے...؟ بیشتر وقت تو مصائب گھیراؤ کئے رہتے ہیں۔تاہم عموماً روزانہ صبح کا ناشتہ، دوپہر اور شام کا کھانا،کبھی کبھار دعوت وتفریح،مشروبات، پھل، شھوات وغیرہ۔اور جو کچھ مل بھی رہا وہ بھی دردِ سر سے خالی نہیں، پریشانیاں خوشیوں کے تعاقب میں ہی رہتی ہیں۔پھر شادی ہونے اور عمر بڑھنے سے نئی امنگیں بھی دم توڑ چکیں،تو اب کیا رہ گیا... سوائے دھوکے کے؟ یہ بھی معلوم نہیں کس وقت موت ان حقیر لذات کا مکمل خاتمہ کردے۔محض اس کی خاطر آخرت کو بھول کر ہمیشہ کی عظیم لذتوں کو کھو دینا کیا عقلمندی ہے....؟اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو دنیا میں آخرت کیلئے زادِ راہ نہ سمیٹنا ہو تو یہ دنیا تو رہنے کی جگہ ہی نہیں۔اول تو یہاں ہیں ہی مصائب و آلام،اگر راحت نصیب ہو بھی جائے تو وہ بھی بے سکونی سے خالی نہیں ہوتی، یہاں کا فائدہ بھی نقصان اور خدشات سے خالی نہیں۔پھر یہاں کی نعمتیں دیکھتے ہی دیکھتے فنا پذیر بھی ہوتی جاتی ہیں۔ اس لیے یہاں تھوڑی سی زندگی کے عوض ہمیشہ کی اخروی راحتوں کا حصول بڑا سستا سودا ہے۔کیا ہم یہاں صبر کر کے وہاں رب کی رضا اور لافانی عیش کے حصول کیلئے آمادہ ہیں.....؟

✡✡✡✡✡

باب ٦

تیسری تدبیر: دنیا پرستی پر شدید تنبیہات

دنیا پرستی کے انتہائی طاقتور جادو سے بچانے کیلئے پروردگار نے دنیا پرستی پر شدید تنبیہات بھی نازل فرمادی ہیں کیونکہ نقد ونقد دنیوی لذات کے ہوتے ہوئے: پرہیزگاری، سچائی، پاک دامنی، دیانتداری، حیاء، عبادت، محنت، خدمت..... پر گامزن رہنا بہت دشوار ہے۔اس لئے ہمیں بچانے کے لیے پروردگار نے انتہائی سخت سطح پر جا کر بھی دنیا کی مذمت کردی ہے۔یہاں بھی دنیا کو ترک کرنا مقصود نہیں، بلکہ دھوکے اور غفلت سے نکال کر خواہشات کو قابو کر کے قانون الٰہی کے تابع زندگی کرنا مطلوب ہے۔اس ضمن میں چند آیات ملاحظہ کریں:

☆ ﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ٥ ﴾ (ھود:11:15)

”جوکوئی بھی چاہے (صرف) دنیا کی زندگی اوراس کی زینت کوتو اسے اس کے اعمال کا پورا بدلہ دے دیا جائے گا اوراس میں کمی نہیں کی جائے گی۔یہی وہ لوگ ہیں کہ نہیں ہے جن کیلئے آخرت میں کچھ بھی سوائے آگ کے اور برباد ہو گیا وہ جو بنایا تھا انہوں نے اس دنیا میں اور مٹ جانے والے تھے وہ کام جو وہ کیا کرتے تھے۔“

یعنی اور کوئی جرم نہ بھی ہو تو آخرت کی بجائے محض دنیا کی خاطر جینا ہی اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کا نتیجہ سوائے دوزخ کی آگ کے اور کچھ نہیں۔اگر کوئی بچنا چاہے تو خالق نے بچانے کیلئے کوئی

کسر نہیں چھوڑی۔! تاہم زینت اختیار کرنا مطلقاً ممنوع نہیں (جیسا کہ سورہ اعراف آیت:۳۲ میں اہل ایمان کیلئے حلال زینت کو جائز قرار دیا گیا ہے) بلکہ زیب وزینت کو زندگی کا مقصد بنالینا، تعیش وآرائش میں اسراف وتبذیر اور حد سے تجاوز کرنا اور ممنوع وحرام زینت کو اختیار کرنے پر مذکورہ وعید آئی ہے۔

☆ ﴿ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا o اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا o اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًاo ﴾

(الکھف:18:103-106)

’’(اے نبی) فرمادیجئے کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں اعمال میں گھاٹے والے لوگوں کے بارے میں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی (ساری) کاوش ضائع ہوگئی محض دنیا کی خاطر اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ ترقی والے کام کر رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے (درحقیقت) کفر کیا ہے اپنے رب کی آیات سے اور اس کے ساتھ ملاقات سے، تو ان کے اعمال اکارت ہو گئے۔ پس نہیں قائم کیا جائے گا ترازو بروز قیامت ان کے اعمال کا وزن کرنے کے لیے۔‘‘

یہاں پچھلی آیت کریمہ سے بھی زیادہ سخت انداز سے متنبہ کر دیا گیا ہے کہ آخرت کو نظر انداز کر کے محض دنیا بنانے کی دوڑ دھوپ میں زندگی غرق کرنا ہی درحقیقت اللہ کی آیات سے کفر کرنا ہے اور ایسے لوگوں کے اعمال کا وزن بھی نہیں کیا جائے گا۔ اس آیت کریمہ سے آگاہی کے بعد بھی کیا دھوکے کی لپیٹ میں رہنے کا جواز باقی رہ جاتا ہے؟

☆ ﴿ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى o يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى o وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰىo فَاَمَّا مَنْ طَغٰىo وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَاo فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰىo وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىo فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ

الْمَاْوٰی o ﴾ (النازعات:79:34-41)

''تو جب بڑی آفت آئے گی۔اس دن یاد کرے گا انسان اپنے کاموں کو،اور دوزخ سامنے لائی جائے گی کہ اسے دیکھا جائے۔تو جس کسی نے سرکشی کی اور ترجیح دی دنیاوی زندگی کو (آخرت پر)۔تو بے شک جہنم ہی ہے اس کا ٹھکانہ۔لیکن جو کوئی ڈرا رب کے حضور اپنی پیشی سے اور لگام ڈالی اپنے نفس کو (غلط) خواہشات کی پیروی پر۔تو بلاشبہ جنت ہی ہوگا اس کا ٹھکانہ۔''

یہاں بھی نہایت موثر انداز سے حقائق کھول دیئے گئے ہیں۔یعنی نجات کا دارومدار محاسبے کے خوف پر ہے جو بے ہنگم خواہشات کو قابو کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔اور یہی دو چیزیں یعنی اللہ کا ڈر اور خواہشات پر قابو...... نجات کا موجب بن جاتی ہیں۔

☆ ﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا o وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا o ﴾ (بنی اسرائیل:18:18-19)

''جس نے چاہا (صرف) جلد ملنے والی دنیا کو تو جلد دے دیتے ہیں اُسے ہم یہیں جو چاہتے ہیں اور جس کے لئے چاہتے ہیں۔پھر ٹھہرا رکھی ہے اس کے لئے ہم نے دوزخ، داخل ہوگا وہ اس میں بُرے حال سے اور رانندہ درگاہ ہوکر۔اور جس کسی نے ارداہ کیا آخرت کا اور اس کے لئے اتنی کاوش کی جو اسکے لائق ہے اور وہ صاحب ایمان بھی ہو تو یہ لوگ ہیں جن کی کاوش مقبول ہوگی۔''

تمام شکوک وشبہات کا خاتمہ کرتے ہوئے انسانیت پر بالکل واضح کردیا گیا ہے کہ جس نے آخرت کو پس پشت ڈال کر صرف دنیا چاہی تو اسے دنیا تو مل جائے گی لیکن آخرت اندھیر ہوجائے گی۔اور آخرت اسے نصیب ہوگی جو آخرت کی کامیابی زندگی کا اولین مقصد بنائے گا، پھر

اس کے لئے اتنی کوشش کرے جتنی اس کے لائق ہے، تو ہی وہ کاوش قابل قبول ہوگی۔ یعنی ادھورے دین کی بجائے پورے دین کو سنجیدہ لے کو ہر قدم اور ہر سانس پر اللہ کے قانون کے تابع رہنے کی فکر کرے۔ نادانی میں کہیں بھول چوک ہو جائے تو فوراً پلٹ آئے۔

کیا خوب کہا کسی نے:

’’جنت کا حقیقی مستحق تو وہ ہے جو قربانی کے درجے میں اس کا طلب گار بنے، آج کا مسلمان تو خواہش کے درجے میں بھی اس کا طلب گار نہیں۔‘‘

(حکمت کی باتیں، ابو یحیٰ، انذار پبلشر)

آیئے نجات یافتہ ہونے کے لیے جلد از جلد اپنی ذمہ داری کی پہچان پیدا کرتے ہوئے اسے بھرپور نبھانے کی فکر کریں۔

✵✵✵✵✵

باب ۷

قیامت کی ہولناکیاں

پروردگار نے انسان کو نفس وشیطان اور دنیا پرستی کے جادو سے بچانے کے لئے بہت سے ذرائع استعمال کیے ہیں۔انہیں میں سے روز قیامت کی ہولناکیوں کا بیان بھی ایک بڑا ذریعہ ہے۔قیامت کے ہولناک منظر پر طرح طرح سے آیات کے ذریعے انذار کیا گیا ہے۔جن پر کان دھرنے سے انسان انجام سے ڈر جاتا ہے، رقت قلبی نصیب ہوتی ہے جو مذکورہ سحر سے نجات کا موجب بن جاتی ہے۔انہیں آیات میں سے چند آیات پیش خدمت ہیں جنہیں گاہے بگاہے ذہن نشین کرتے رہنے کی ضرورت ہے۔

☆ ﴿ وَ اَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ اِذۡ قُضِىَ الۡاَمۡرُ ۘ وَ هُمۡ فِىۡ غَفۡلَةٍ وَّ هُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ○ ﴾ (مریم:19: آیت:39)

"اور انہیں ڈرا دیں اس حسرت وافسوس والے دن سے جس دن ہر کام کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ چکا دیا جائے گا۔اور یہ لوگ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لا رہے۔"

☆ ﴿ وَ اَنۡذِرِ النَّاسَ يَوۡمَ يَاۡتِيۡهِمُ الۡعَذَابُ فَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا رَبَّنَاۤ اَخِّرۡنَاۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ ۙ نُّجِبۡ دَعۡوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمۡ تَكُوۡنُوۡۤا اَقۡسَمۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ مَا لَكُمۡ مِّنۡ زَوَالٍ ○ ﴾ (ابراہیم:14: آیت:44)

"اور لوگوں کو ڈرا دیں اس دن سے جس دن عذاب انہیں آ لے گا۔تو اس دن کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا، اے ہمارے رب تھوڑی سی مہلت دے دے ہمیں۔ہم تیری بات

مانیں گے اور رسول کی پیروی کریں گے۔(جواب ملے گا) کیا تم وہی نہیں جو اس سے قبل قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم پے زوال آنا ہی نہیں۔''

☆ ﴿ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ o اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌo ﴾ (یٰس:36: آیت:59)

''الگ ہو جاؤ آج کے دن اے مجرمو۔ اے بنی آدم کیا نہیں ہدایت کی تھی میں نے تمہیں کہ تم شیطان کی پوجا نہ کرنا، بلاشبہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔''

☆ ﴿ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُo ﴾ (المومن: آیت:18)

''ان لوگوں کو اس دن سے ڈرا دیں جو قریب ہی آ لگا ہے۔ جس دن کلیجے منہ کو آ رہے ہوں گے، لوگ غم سے بھرے ہوں گے اور ظالموں کیلئے کوئی دوست اور سفارشی نہ ہوگا۔''

☆ ﴿ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا o السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًاo ﴾ (المزمل:17-18)

''اگر تم نے انکار کیا تو اس دن کی سختی سے کیسے بچو گے، جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا، جس کی ہولناکی سے آسمان پھٹ جائے گا۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔''

☆ ﴿ فتول عنهم يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ o خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ o مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌo ﴾ (القمر:45:6-8)

''پس (اے نبی) ان سے اعراض کیجئے، جس روز ایک پکارنے والا ایک ناگوار چیز کی طرف پکارے گا۔ اس روز سہمی ہوئی ہوں گی ان کی آنکھیں۔ قبروں سے اس طرح نکل کھڑے ہوں گے گویا بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں۔ پکارنے والے کی طرف دوڑے جا رہے ہوں

گے، انکار کرنے والے کہیں گے یہ دن تو بڑا ہی کٹھن ہے۔''

☆ ﴿ اِسۡتَجِيۡبُوۡا لِرَبِّكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ يَوۡمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَا لَكُمۡ مِّنۡ مَّلۡجَاٍ يَّوۡمَئِذٍ وَّمَا لَكُمۡ مِّنۡ نَّكِيۡرٍ ۝ ﴾ (شوریٰ:42:آیت:47)

''اپنے رب کی بات مان لو اس سے قبل کہ اللہ کی جانب سے وہ دن آجائے جس کا ٹل جانا ممکن نہیں۔ اس روز نہ تمھارے لئے کوئی جائے پناہ ہوگی اور نہ ہی تمھارے لئے انکار کی کوئی صورت۔''

☆ ﴿ وَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِىَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِىۡ لَمۡ اُوۡتَ كِتٰبِيَهۡ ۝ وَلَمۡ اَدۡرِ مَا حِسَابِيَهۡ ۝ يٰلَيۡتَهَا كَانَتِ الۡقَاضِيَةَ ۝ مَاۤ اَغۡنٰى عَنِّىۡ مَالِيَهۡ ۝ هَلَكَ عَنِّىۡ سُلۡطٰنِيَهۡ ۝ خُذُوۡهُ فَغُلُّوۡهُ ۝ ثُمَّ الۡجَحِيۡمَ صَلُّوۡهُ ۝ ﴾ (الحاقہ:25-29)

''اور جس کو دیا گیا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں تو وہ کہے گا ہائے کاش نہ دیا جاتا مجھے میرا اعمال نامہ اور میں نہ جانتا میرا حساب کیا ہے۔ کاش موت میرا کام تمام کر دیتی۔ آج میرا مال میرے کسی کام نہیں آیا۔ میری سلطنت جاتی رہی۔ حکم ہوگا پکڑ لو اور طوق پہنا دو، پھر جھونک دو اسے جہنم کی آگ میں۔''

☆ ﴿ يَوۡمَ تَكُوۡنُ السَّمَآءُ كَالۡمُهۡلِ ۝ وَتَكُوۡنُ الۡجِبَالُ كَالۡعِهۡنِ ۝ وَلَا يَسۡئَلُ حَمِيۡمٌ حَمِيۡمًا ۝ يُّبَصَّرُوۡنَهُمۡ يَوَدُّ الۡمُجۡرِمُ لَوۡ يَفۡتَدِىۡ مِنۡ عَذَابِ يَوۡمِئِذٍۢ بِبَنِيۡهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيۡهِ ۝ وَفَصِيۡلَتِهِ الَّتِىۡ تُـئۡوِيۡهِ ۝ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا ثُمَّ يُنۡجِيۡهِ ۝ كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝ تَدۡعُوۡا مَنۡ اَدۡبَرَ وَتَوَلّٰى ۝ ﴾

(المعارج:8-16)

''جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا، اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا حالانکہ ایک دوسرے کو دکھا دیے جائیں گے۔ خواہش

کرے گا مجرم کاش وہ فدیے میں دے سکے اس دن کے عذاب سے بچنے کیلئے: اپنی اولاد کو، اپنی بیوی کو، اپنے بھائی کو اور اپنے خاندان کو جو اسے پناہ دینے والا تھا، اور روئے زمین کے سب انسانوں کو پھر یہ نجات دلا سکے اپنے آپ کو۔ ہرگز نہیں یقیناً وہ شعلہ والی آگ ہے جو چاٹ جائے گی گوشت پوست کو۔ بلائے گی ہر اس شخص کو جس نے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا (حق یعنی قرآن سے)۔''

۞۞۞۞۞

باب ۸

پانچویں تدبیر: جنت ودوزخ سے آگاہی

اخروی انجام کو سمجھنے کیلئے دنیوی نعمت ومصیبت کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کے مزوں اور نعمتوں کو یاد کریں کہ یہ ہمیں کتنی عزیز ہیں؟ ہم ان کے لئے کتنے حریص ہیں، اگرچہ یہ بہت عارضی ہیں۔اسی طرح دنیا کی مشکلات اور مصائب: شدید گرمی، شدید سردی، چوٹ لگنا، شدید درد ہونا، کانٹا چبھنا، آگ کی لو لگنا...... ہمارے لئے کتنا تکلیف دہ ہے؟ ہم ان مصائب سے کتنا بھاگتے ہیں؟ تو کیا ہمیشہ کی زندگی میں شدید ترین آگ سے اس نازک جسم کو بچانے کی ضرورت نہیں؟ اگر ضرورت ہے تو پھر لازماً آخرت کی فکر اور تیاری کرنی چاہئے!

اخروی خسارے کی جھلک

حقیقت سے آگہی کے لیے ابدی اخروی تباہی کی جھلک پیش خدمت ہے۔اس یقینی برپا ہونے والی حقیقت سے خبردار ہو کر فوراً زندگی کو اللہ کے قانون کے تابع کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے ابدی تباہی سے اپنے آپ کو بچالیں۔

سب سے ہلکا عذاب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت والے دن سب سے ہلکے عذاب والا وہ آدمی ہوگا جس کے پاؤں کے تلوؤں میں دو انگارے رکھے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھول اٹھے گا۔وہ خیال کرے گا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب والا اور کوئی نہیں، حالانکہ وہ ان جہنمیوں میں سب سے زیادہ ہلکے عذاب والا ہوگا۔“ (بخاری:6561)

رہن سہن: اہل جہنم کے رہن سہن کے متعلق فرمایا:

﴿ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّ مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ o ﴾ (اعراف:7: آیت:41)

''ان کے لئے جہنم کی آگ کا بچھونا ہوگا اور جہنم کی آگ کا ہی اوڑھنا ہوگا اور یہی ہم دیں گے بدلہ ظالموں کو۔''

<u>کھانا پینا:</u> دوزخیوں کے کھانے کی بابت فرمایا:

☆ ''یہ ضیافت اچھی ہے یا تھوہر کا درخت؟ ہم نے اس درخت کو ظالموں کیلئے فتنہ بنایا ہے۔ یہ وہ درخت ہے جو جہنم کی تہہ میں اگتا ہے۔ اس کے شگوفے ایسے ہیں جیسے سانپوں کے سر۔ جہنمی یہی تھوہر کا درخت کھائیں گے اور اسی سے اپنا پیٹ بھریں گے۔ کھانے کے بعد پینے کیلئے انہیں کھولتا ہوا پانی ملے گا۔ اور اس کے بعد ان کی واپسی اسی آتش دوزخ کی طرف ہوگی (جہاں سے پانی پلانے کیلئے لائے گئے تھے)۔'' (صافات:37:62-67)

☆ ''بلاشبہ تھوہر کا درخت کھانا ہوگا گنہگاروں کا (دیکھنے میں) تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا، پیٹ میں اس طرح جوش مارے گا جیسے گرم کھولتا ہوا پانی'' (دخان:44:43-46)

☆ ''(دنیا کے بعد) آخرت میں دوزخ ہے جہاں خون اور پیپ کی آمیزش والا پانی پلایا جائے گا۔ جسے وہ زبردستی گھونٹ گھونٹ کرکے پینے کی کوشش کرے گا لیکن مشکل سے ہی گلے سے اتار سکے گا۔ اسے ہر طرف سے موت آتی دکھائی دے گی لیکن مرنے نہ پائے گا اور اس کے بعد بھی سخت عذاب اس کی جان کو لاگو رہے گا'' (ابراہیم:14:16-17)

<u>آگ کا بدشکل کردینا:</u> آگ چہروں کو بھون کر بدشکل کردے گی:

☆ ﴿ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ o ﴾ (المومنون:23:104)

''آگ ان کے چہروں کو چاٹ جائے گی اور وہ اس میں بدشکل پڑے ہوں گے''

☆ ''ہرگز نہیں وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے جو گوشت پوست کو چاٹ جائے گی۔''

(معارج:70:15-16)

<u>خوفناک آگ</u>: دوزخ کی آگ کی بابت فرمایا:

''حکم ہوگا چلو اس سائے کی طرف جو تین شاخوں والا ہے۔(سایہ ایسا) جو نہ ٹھنڈک پہنچانے والا ہے اور نہ آگ کی لپیٹ سے بچانے والا۔ یقیناً وہ آگ پھینکے گی ایسے انگارے جو بڑے بڑے محلات کی مانند ہوں گے۔ گویا کہ وہ اونٹ ہیں زرد رنگ کے۔ تباہی ہے اس روز جھٹلانے والوں کیلئے۔'' (المرسلات:77:30-34)

<u>جہنم کی مزید طلب</u>: جہنم سب کچھ ہڑپ کر کے بھی مزید طلب کرے گی:

''قیامت کے دن ہم جہنم سے پوچھیں گے کیا تو بھر گئی وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟''

(ق:50: آیت:30)

<u>موت مانگنا</u>: عذاب سے تنگ آ کر جہنمی موت مانگیں گے تو جواب دیا جائے گا:

''اور جب ڈالے جائیں گے مجرم اس کی کسی تنگ جگہ میں مشکیں باندھ کر تو مانگنے لگیں گے وہ اس وقت موت۔(کہا جائے گا) مت مانگو آج صرف ایک موت کو بلکہ مانگو آج بہت سی موتیں۔ ان سے پوچھو کیا یہ انجام بہتر ہے یا وہ ابدی جنت؟۔''

(الفرقان:25: آیت:13-15)

<u>جہنم کی خوفناک دھاڑ</u>: جب مجرم جہنم میں ڈالے جائیں گے تو جہنم شدت انتقام سے خوفناک آواز سے دھاڑے گی:

''جب پھینکے جائیں گے مجرم جہنم میں تو وہ جہنم کی ہولناک آوازیں سنیں گے، جہنم جوش کھا رہی ہوگی، ایسا معلوم ہوگا کہ مارے غصہ کے ابھی پھٹ جائے گی۔'' (الملک:67:7-8)

<u>کھال کی تبدیلی</u>: آگ سے جب ایک کھال جل جائے گی تو فوراً نئی کھال پیدا کر دی جائے گی:

''یقیناً وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کیا ہے، انہیں ہم ضرور آگ میں جھونکیں

گے۔جب ان کے بدن کی کھال گل جائے گی تو اس کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دیں گے تا کہ وہ عذاب کی خوب تکلیف محسوس کریں۔'' (نساء:4: آیت:56)

دھیمی آگ کا بھڑکانا: جہنم کی آگ جیسے ہی دھیمی ہونے لگے گی تو اسے فوراً بھڑکا دیا جائے گا:

''اور لائیں گے ان لوگوں کو ہم منہ کے بل کھینچ کر قیامت کے روز اندھے، گونگے اور بہرے بنا کر، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔جب کبھی اس کی آگ دھیمی ہونے لگے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔'' (بنی اسرائیل:17: آیت:97)

صرف ایک دن عذاب کی تخفیف کی درخواست:

''جہنم میں پڑے ہوئے لوگ داروغہ جہنم سے درخواست کریں گے، اپنے رب سے عرض کرو کہ وہ ہمارے عذاب میں صرف ایک دن کیلئے ہی تخفیف کردے۔'' (مومن:40:49-50)

لیکن نہیں کی جائے گی بلکہ ڈانٹ پڑ جائے گی۔

پل بھر کے لیے: پل بھر کیلئے بھی عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا

☆ ''نہ ان کا قصہ تمام کیا جائے گا کہ مر جائیں اور نہ ان کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی، اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ہم ہر انکار کرنے والے کو۔'' (فاطر:35: آیت:36)

☆ ''اور وہ چیخ چیخ کر کہیں گے جہنم میں کہ اے ہمارے رب نکال لے ہمیں یہاں سے تا کہ کریں ہم نیک عمل مختلف ان اعمال سے جو ہم کیا کرتے تھے۔(جواب ملے گا) کیا نہیں دی تھی ہم نے تم کو اتنی عمر جس میں نصیحت حاصل کر سکتا تھا جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا اور آئے تھے تمھارے پاس متنبہ کرنے والے، پس چکھو اب مزا تم (اپنے کرتوتوں کا) اور نہیں ہے ظالموں کا کوئی مددگار۔'' (فاطر:35: آیت:37)

آگ کے ستونوں میں بندش: دوزخیوں کو آگ کے صندوقوں میں بند کر دیا جائے گا:

''اللہ کی آگ ہے بھڑکائی ہوئی جو دلوں تک پہنچ جائے گی۔مجرموں کو بڑے بڑے ستونوں میں باندھ

کراوپر سے بند کردیا جائے گا۔‘‘(ھمزہ:104: 6-9)

<u>اونچی اونچی چیخیں</u>:ارشادفرمایا:

’’وہاں وہ پھنکاریں (چیخیں چلائیں) گےاور حال یہ ہوگا کہ وہاں کان پڑی آواز سنائی نہ دے گی۔‘‘(الانبیاء:21:آیت:100)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جہنمی اس قدر روئیں گے کہ اگر ان کے آنسوؤں میں کشتیاں چلائی جائیں تو چلنے لگیں۔‘‘(مستدرک للحاکم،سندہ حسن)

<u>بدترین عذاب</u>: بدترین عذاب کی شکل یوں ہوگی:

☆ ’’(حکم ہوگا)اسے پکڑلواور گھسیٹ کرلے جاؤ جہنم کے بیچوں بیچ اور ڈال دو اس کے سر پر کھولتا ہوا پانی بطور عذاب۔(پھر کہا جائے گا) چکھ اسے تُو تو بڑا عزت دار تھا۔یہ ہے وہ چیز جس کے آنے میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔‘‘(دخان:44:47-50)

☆ ’’اس روزتم مجرموں کو دیکھو گے ان کے ہاتھ اور پاؤں زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے،تارکول کے لباس پہنے ہوئے ہوں گے اور آگ کے شعلے ان کے چہروں پر چھائے جا رہے ہوں گے۔‘‘(ابراہیم:14:49-50)

<u>بات نہ سنی جائے گی</u>: جہنمی عرض کریں گے:

’’اے ہمارے رب! نکال دے تو یہاں سے ہمیں پھر اگر دوبارہ ہم ایسا کریں تو یقیناً ہم ظالم ہوں گے،ارشاد ہوگا دور ہو جاؤ میرے سامنے سے اور پڑے رہو اسی میں اور مجھ سے بات تک نہ کرو۔‘‘(المومنون:23:107-108)

<u>واپس دھکیلنا</u>: عذاب سے تنگ آکر جہنمی جب بھاگنا چاہیں گے تو انہیں واپس جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔ارشادربانی ہے:

’’اوران کے لئے جہنم میں لوہے کے گرز اور ہتھوڑے ہوں گے،جب کبھی گھبرا کر جہنم سے

نکلنے کی کوشش کریں گے تو پھر اسی میں واپس دھکیل دیے جائیں گے (اور کہا جائے گا) اب جلنے کی سزا کا مزہ چکھو۔'' (الحج:22:21-22)

اتنی سختی کیوں؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان کے ساتھ اتنی سختی کیوں کی جائے گی؟ ظاہری بات ہے جس نے وجود، عقل وشعور اور تعلیمات وحی سمیت دیگر تمام دنیوی نعمتوں سے نوازا ہو۔انسان ان سب نعمتوں کو استعمال بھی کرے اور اس کی نافرمانی بھی کرے تو عذاب تو ہوگا۔اسی طرح جن بے بسوں پر ظلم ہوئے ان کے ظلموں کا مداوا بھی تو ہونا چاہیے؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے عدل کا تقاضا یہی ہے کہ فیصلے کا مذکورہ نتیجہ نکلنا چاہیے۔ یہ تو اس سے پوچھیے جس کی بیٹی بہن سے زیادتی ہوئی ہو کہ بدلہ لینا چاہیے یا کہ نہیں؟

ابدی نعمتوں کی جھلک

اخروی انجام دو انتہاؤں پر مشتمل ہے، یا تو بدترین تباہی جس کی جھلک پیش کی گئی یا لافانی عیش۔ ایسا عیش وسرور جس میں خوشی ومسرت اور سرور وکیف کی ناختم ہونے والی بہاریں امڈ پڑیں۔ جہاں کسی خوف وخطر کا گزر نہ ہو۔ایسی لافانی بہاریں جن کا تصور نہ کیا جاسکے۔انسان کا ایسا حسن جو بیان سے باہر ہو۔خواتین کا بے مثال حسن وجمال، ہر طرف پھیلی ہوئی خوشبوئیں، موتیوں کی طرح خدام، دلکش لباس اور زیورات، سونے چاندی کی اینٹوں اور مشک کے گارے سے بنے ہوئے گھر...... ایمان کی تازگی کیلئے چند کیفیات ملاحظہ فرمائیں:

<u>وسیع وعریض نعمتیں:</u> جنت وسیع وعریض نعمتوں کی بادشاہی ہے:

☆ ﴿ وَاِذَا رَاَيۡتَ ثَمَّ رَاَيۡتَ نَعِيۡمًا وَّمُلۡكًا كَبِيۡرًا ﴾ (دہر:76: آیت:20)

''جب تم جنت کو دیکھو گے تو نظر آئیں تمھیں ہر طرف نعمتیں ہی نعمتیں اور سروسامان بہت بڑی سلطنت کا۔''

☆ جنت میں ملنے والی عظیم نعمتوں کی نہایت دلکش انداز سے نقشہ کشی یوں کی گئی ہے:

﴿ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ o هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ o مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِنِ o ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ o لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ o ﴾ (سورہ ق:50:31-35)

''اور جنت پرہیزگاروں کے بالکل قریب کردی جائے گی اور وہ ذرا بھی دور نہ ہوگی۔ یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر اس شخص کیلئے جو رجوع کرنے والا اور پابندی کرنے والا ہو۔ جو بھی رحمٰن کا غائبانہ خوف رکھتا ہو اور لے کر آئے رجوع کرنے والا دل۔ اسے کہا جائے گا تم اس جنت میں داخل ہو جاؤ سلامتی کے ساتھ آج کے دن یہ داخلہ ہمیشہ ہمیش کیلئے ہے۔ ان کیلئے ہوگا وہاں جو کچھ وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس اس سے بھی بہت بڑھ کر ہے۔''

یعنی وہ نعمتیں جن سے انسان واقف ہی نہیں جو انسان کے وہم وگمان میں بھی نہیں وہ بھی اسے نصیب ہوں گی۔

☆ ﴿ وَ سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ o ﴾ (آل عمران:3: آیت:133)

''اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جسکی چوڑائی آسمانوں اور زمین جیسی ہے جو تیار کی گئی ہے متقین کیلئے۔''

جنت کی ایک جھلک: جنت کی ایک جھلک دیکھتے ہی دنیا کے سارے دکھ بھول جائیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایک ایسے آدمی کو لایا جائے گا جو جنتی ہوگا لیکن دنیا میں بڑی تکلیف کی زندگی بسر کی ہوگی۔ اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم دنیا میں تو نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی یا رنج وغم سے کبھی تمھارا واسطہ پڑا؟ وہ کہے گا اے میرے رب تیری قسم کبھی نہیں، مجھے نہ تو کبھی رنج وغم سے واسطہ پڑا نہ کبھی کوئی دکھ یا تکلیف

دیکھی۔''(مسلم، کتاب صفات المنافقین)

کیا خوب نعمتیں: جنت کی عظیم نعمتوں کی نقشا کشی یوں کی گئی:

☆ ''اور دائیں بازو والے، انکی خوش نصیبی کا کیا کہنا، وہ بے خار بیریوں، تہ بہ تہ کیلوں اور لمبے لمبے سایوں اور ہر دم رواں دواں پانی اور کبھی نہ ختم ہونے والے بے روک ٹوک ملنے والے پھلوں اور بلند و بالا نشت گاہوں میں ہوں گے۔ ہم پیدا کریں گے انکی بیویوں کو خاص طور پر نئے سرے سے اور انہیں بنا دیں گے کنواریاں، جی بھر کر محبت کرنے والی اپنے شوہروں سے اور ان کی ہم عمر۔ یہ سب نعمتیں ہیں دائیں بازو والوں کیلئے۔''(واقعہ:56:27-39)

☆ ''وعدہ کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور عورتوں سے ایسے باغات کا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی اور ان میں رہیں گے وہ ہمیشہ ہمیش اور ان باغات میں انکے لئے ہوں گی پاکیزہ قیام گاہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہیں اللہ کی رضا مندی نصیب ہوگی اور یہی بڑی کامیابی ہے۔''(توبہ:9: آیت:72)

☆ ''اہل تقویٰ سے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اسکی شان تو یہ ہے کہ اس میں نہریں جاری ہیں میٹھے پانی کی اور ایسے دودھ کی نہریں جس کے ذائقے میں ذرا فرق نہ آیا ہو، ایسی شراب کی نہریں جو پینے والوں کیلئے لذیذ ہو اور بہہ رہی ہیں صاف و شفاف شہد کی نہریں۔''

(سورہ محمد:47: آیت:15)

جنت کی سب سے بڑی نعمت: سبحان اللہ وہاں تو خالق کائنات کا دیدار بھی نصیب ہو جائے گا:

﴿ وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ o اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ o ﴾(قیامہ:75:22-23)

''اس روز کچھ چہرے ترو تازہ ہوں گے اور دیکھ رہے ہوں گے اپنے رب کی طرف۔''

قابل رغبت: حقیقی معنوں میں قابل رغبت چیز جنت ہی ہے جس کی طرف ہر کسی کو رغبت کرنے کی ضرورت ہے، جیسا کہ خالق نے فرمایا:

﴿ وَفِی ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَo ﴾ (مطففین:26)

''اور یہ ہے وہ چیز (جنت کی نعمتیں) جس کی طرف رغبت کرنی چاہیے رغبت کرنے والوں کو۔''

چند شبہات کا ازالہ

جنت و دوزخ کے ضمن میں چند شبہات کا ازالہ پیش خدمت ہے:

(ا)۔ <u>دوزخ صرف کفار کے لیے:</u> یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دوزخ صرف کفار کیلئے بنائی گئی ہے، کلمہ گو دوزخ میں نہیں جائے گا۔ اس ضمن میں تفصیل کے لیے دیکھئے ہماری تحاریر: ''زبان سے کلمہ کا اقرار اور نجات کی ضمانت؟'' اور ''امت مسلمہ کا اخلاقی زوال''

(۲)۔ <u>جنت و دوزخ کی کیا فکر:</u> کہا جاتا ہے کہ اعمال صرف اللہ کی رضا کی خاطر کرنے چاہئیں نہ کہ دوزخ کے خوف اور جنت کے لالچ کی خاطر۔ بات یہ ہے کہ اللہ کی رضا کی خاطر اعمال کرنا بہت اچھی بات ہے لیکن دوزخ سے بچنے اور جنت کے حصول کی خاطر اعمال کرنا بھی قبول کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کا کثیر حصہ دوزخ سے بچنے اور جنت کے حصول کی دعوت پر ہی مشتمل ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقربین کی صفت یوں بیان کی:

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَo﴾ (السجدہ:32: آیت:16)

''ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں، اپنے رب کو <u>خوف اور لالچ</u> کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے وہ خرچ کرتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے بارے میں فرمایا:

((اسأل الله الجنة واعوذ به من النار)) (ابوداؤد)

''میں اللہ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے اس کی پناہ چاہتا ہوں''

اس ضمن میں مزید تفصیل کیلئے دیکھئے ہماری تحریر: "ظلم عظیم پر جامع رہنمائی"

(۳)۔<u>اللہ مہربان:</u> لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ بڑا مہربان ہے، سو ماؤں سے زیادہ پیار کرنے والا ہے وہ کیونکر عذاب دے گا؟ حالانکہ اللہ کے عدل کا یہ تقاضا ہے کہ نافرمانوں کو سزا اور فرمانبرداروں کو جزا دے۔اور اسی عدل کے تذکرے سے قرآن بھرا پڑا ہے۔دوزخ کے متعلق جو خوفناک آیات آپ نے ملاحظہ کی ہیں، وہ کیا ہیں؟ کیا یہ عذاب انسان کو نہیں دیا جا رہا؟

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا سمیت اخروی عذاب سے بچا کر ابدی نعمتوں کی بہاریں نصیب فرمائے۔ (آمین)

باب ۹

چھٹی تدبیر: موت کے متعلق حقائق

اسلام کا اصل موضوع دنیا کی زندگی نہیں بلکہ موت اور موت کے بعد والی ابدی زندگی ہے۔موت کے متعلق حقائق سے آگاہی اور موت کی یاد ہی وہ عظیم ہتھیار ہے جس سے رقت قلبی نصیب ہوتی ہے اور دنیا پرستی کا جادو فوراً دم توڑ جاتا ہے۔مرنے کو یاد رکھنا ہی ہر قسم کے خیر کا موجب ہے۔اس کے برعکس موت کی یاد سے دوری قساوتِ قلبی، غفلت اور ہر قسم کے شر کی طرف اکساہٹ کا باعث ہے۔خواہشات کے پھندے سے آزادی کیلئے موت کی یاد تریاق کی حیثیت رکھتی ہے۔موت کی یاد پتھر دل کو موم جبکہ موت سے غفلت زندہ دل کو بھی مردہ کر دیتی ہے۔اگر کوئی دنیا و آخرت کی خیر کا طالب ہے تو اسے ہر لحہ موت کا تصور دل میں بسانے کی محنت کرنا ہوگی، جیسا کہ پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: ''لذات کو کاٹ دینے والی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔''

(مشکوٰۃ، کتاب الجنائز، 1607، ترمذی: 2307، حسن)

اس ضمن میں بھی پروردگار نے کئی انداز سے حقائق کھول کر انسانیت کو دنیا پرستی اور نفس و شیطان کے چنگل سے چھٹکارہ دلایا ہے۔ان آیات میں سے چند اہم مقامات ملاحظہ کریں:

<u>اٹل حقیقت:</u> موت وہ اٹل حقیقت ہے جس سے کسی کو بھی انکار نہیں، جو بھی دنیا میں آ گیا ایک نہ ایک دن اس نے یہاں سے ضرور جانا ہے:

﴿ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ٥ ﴾ (الاعراف:34)

''اور ہر گروہ کے لیے ایک معیاد معین ہے، پھر جب ان کی موت کا وقتِ مقرر آ جائے گا،

اس وقت وہ ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے۔‘‘

کسی کا دنیا میں آنا اتنا یقینی نہیں جتنا یہاں سے ہمیشہ کیلئے چلے جانا۔لیکن اس کے باوجود بھی انسان اپنی موت اور انجام سے جتنا غافل ہے شاید کسی اور چیز سے نہیں، آج تو ہمیں موت کے تذکرے سے ناگواری ہوتی ہے لیکن جب وہ وقت آ گیا تو بھاگ نہ سکیں گے:

﴿ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُo ﴾ (سورہ ق:19)

’’اور موت کی بیہوشی حق کے ساتھ آ ہی پہنچی، یہ ہے وہ چیز جس سے تم بھاگتے تھے‘‘

غفلت کی سب سے بڑی وجہ موت اور آخرت کا یاد نہ ہونا ہے، جیسا کہ فرمایا گیا:

’’اس امت کی اول اصلاح (آخرت کا) یقین اور دنیا سے بے رغبتی ہے، جب کہ اس کا اول فساد بُخل اور لمبی آرزوئیں ہیں۔‘‘ (بیہقی فی شعب الایمان، رقم:10844)

اس لیے نجات کیلئے موت کی یاد اور اس کی حقیقت سے آگہی ناگزیر ہے۔لہٰذا دنیا و آخرت کی فلاح کیلئے موت کی بابت ناقابلِ فراموش حقائق پیش خدمت ہیں، اپنا بھلا چاہتے ہیں تو اولین فرصت میں موت کی دستک سے پہلے پہلے جلد ان سے آگاہ ہو جائیں:

<u>بالآخر یہاں سے جانا ہے:</u> جو پیدا ہو گیا اس نے بالآخر مرنا ہے، اور زندگی کا حساب دینے کیلئے اپنے رب کے روبرو پیش ہونا ہے۔کتنا بھی جی لیں گے: ۴۰، ۵۰، ۶۰، ۷۰...... ۱۰۰، ۱۰۰۰ سال لیکن زندگی کا آخری دن تو آ ہی جانا ہے:

﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَo ﴾ (العنکبوت:57)

’’اور ہر ذی نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور پھر ہماری طرف ہی تم پلٹائے جاؤ گے‘‘

﴿ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَo ﴾ (المائدہ:105)

’’تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے، پھر وہ تمھیں بتلا دے گا جو کچھ تم کرتے رہے‘‘

جب بالآخر یہاں سے جانا ہی ہے تو پھر ہمیشہ کی اخروی زندگی سے غفلت کیوں......؟

قیامت تک بھنک نہ: یہاں سے ایسا جانا ہے کہ کبھی مڑ کو واپس نہیں آنا، قیامت تک بھنک سنائی نہیں دے گی۔ ﴿ وَ حَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ o ﴾ (الانبیاء:95)

''محال ہے کہ جن بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا ہے وہ کبھی واپس پلٹیں''

جن کے عزیز چلے گئے وہ اس حقیقت کو بخوبی محسوس کر سکتے ہیں۔

ٹالا نہ جاسکے گا: جب قاصد آ گیا تو کوئی بھی رکاوٹ نہ بن سکے گا:

﴿ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o ﴾ (سورہ نوح:4)

''بلاشبہ جب اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت آ جاتا ہے تو وہ ٹالا نہیں جا سکتا، کاش تم اس حقیقت کو جان جاتے۔''

﴿ وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ o ﴾

''جب کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو وہ موخر نہیں ہو سکتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اسکی پوری خبر ہے۔'' (المنافقون:11)

جب اس قدر بے بسی ہے، تو پھر اللہ کی نافرمانی اور سرکشی کیوں.............؟

ہنستی مسکراتی زندگی! اکثریت اپنے انجام سے بے خبر، اس فانی زندگی کی عارضی خوشیوں میں گم ہے، دنیوی ٹیپ ٹاپ اور لمبی امیدیں انسان کو مقصدِ حیات سے غافل کیئے رکھتی ہیں کہ موت اچانک دستک دے دیتی ہے۔ پھر انسان پچھتاتا ہے کہ کاش مہلت مل جائے لیکن اب مہلت کہاں! نبی کریم ﷺ نے کچھ خطوط کھینچے پھر فرمایا:

''یہ امید ہے اور یہ اس (انسان) کی موت ہے، وہ اسی اثنا میں ہوتا ہے کہ زیادہ قریب والا خط (یعنی موت) اچانک اس تک آ پہنچتا ہے۔''

(مشکوٰۃ، کتاب الرقاق:5269، بخاری:6418)

کیا ہم طولِ عمل سے نجات اور عارضی خوشیوں کی بجائے ہمیشہ کی راحتوں کے حصول کیلئے موت کی یاد دل میں بسانے کیلئے آمادہ ہیں......؟

سب ساتھ چھوڑ گئے: مٹی کے حوالے کرنے کے بعد اب تو سب عارضی سہارے ساتھ چھوڑ گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تین چیزیں میت کے پیچھے جاتی ہیں (۱)۔اس کے گھر والے (۲)۔اس کا مال (۳)۔ اس کا عمل، چنانچہ دو چیزیں واپس آجاتی ہیں اور ایک (اس کے ساتھ) چلی جاتی ہے۔ اس کے گھر والے اور اس کا مال واپس آجاتے ہیں اور اس کا عمل (اس کے ساتھ) باقی رہ جاتا ہے''۔(بخاری:6514)

اب انسان کے ساتھ صرف اس کے عمل نے ہی جانا ہے۔ پھر جب قبروں سے اٹھایا جائے گا تو نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ بھائی بھائی سے، ماں بیٹے سے اور بیٹا ماں سے...... بھاگے گا، سب رشتے داریاں ٹوٹ جائیں گی:

﴿ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ۝ ﴾

''تو جب صور پھونک دیا جائے گا تو نہ تو ان میں رشتے داریاں رہیں گی اور نہ ہی لوگ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔'' (المومنون:101)

اسی لئے آپ ﷺ نے انتہائی اہم نصیحت فرمائی:

''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو: (۱)۔جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، (۲)۔صحت کو بیماری سے پہلے (۳)۔مال داری کو محتاجی سے پہلے (۴)۔فراغت کو مصروفیت سے پہلے (۵)۔زندگی کو موت سے پہلے۔''

(مشکوٰۃ کتاب الرقاق:5174،ترمذی)

موت بطور کسوٹی؟ اگر کوئی اپنا محاسبہ کرنا چاہے تو موت ایمان کے لیے کسوٹی بھی ہے۔ اگر ایمان و عمل کما حقہ درست ہوں تو انسان ہر وقت دنیا سے جانے کے لیے تیار رہوگا، اور دنیا سے جانے کے تصور سے جس قدر خوف ہوگا اسی قدر ایمان و عمل میں کمی ہوگی اور جن کے ہاتھوں نے آگے بھیجی ہی

برائی ہے، وہ کبھی مرنا نہ چاہیں گے، اللہ تعالیٰ نے اہل یہود کی بابت فرمایا:

﴿ وَ لَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِم ﴾ (البقرہ:95)

''اور یہ کبھی بھی موت کی تمنا نہیں کریں گے بسبب ان (کرتوتوں) کے جو بھیجے ہیں ان کے ہاتھوں نے آگے''

بلکہ اس سے اگلی آیت میں فرمایا: ﴿ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ﴾ (البقرہ:96)

'بلکہ چاہتا ہے ان میں سے ہر ایک کہ ملے اسے زندگی ہزار برس کی''

ایک دن مر تو جانا ہی ہے، آئیں مذکورہ معیار پر اپنا محاسبہ کرتے ہوئے موت سے پہلے پہلے اصلاح وتزکیے کی فکر کریں۔ موت کے تصور پر پیدا ہونے والے خوف کا کم ہونا یا ختم ہونا ہی اس بات کی علامت ہوگا کہ ہماری زندگی مقصد حیات پر آچکی ہے۔

موت سے خوف! عموماً لوگ موت سے بہت خوف کھاتے ہیں بلکہ دنیا میں انسان کو سب سے بڑا کوئی خوف ہے تو وہ یہی ہے۔ لیکن اگر انسان حقیقی طور پر مقصد حیات پر آجائے، مومن اور متقین کی عظیم صفت سے متصف ہوجائے تو موت کا خوف دل سے نکل جاتا ہے۔ بلکہ دنیا سے جانا اسے یہاں رہنے کی بجائے بہتر لگنا شروع ہوجاتا ہے۔ کیونکہ موت اس کے لئے دنیوی مصائب وآلام سے چھٹکارہ اور پروردگارِ حقیقی سے ملاقات اور اسکی رحمت کا مژدہ ہے:

﴿ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ o ﴾ (النحل:28-29)

''وہ لوگ جن کی جانیں قبض کرتے ہیں فرشتے اس حالت میں کہ وہ نیک پاک ہوں، فرشتے کہتے ہیں تم پر سلام ہو، داخل ہوجاؤ جنت میں ان اعمال کے صلہ میں جو تم کرتے تھے''

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے بھی خبر دی: ((تحفت المومن الموت))۔ (مشکوٰۃ:1609)

''موت تو مومن کیلئے تحفہ ہے''

تو پھر بندہ مومن یہاں سے جانے سے گریزاں کیوں ہوگا؟

موت پر: مرتے ہی ہمارے نام کی بجائے ہمیں میت، مردہ کہا جائے گا۔لوگ رو بھی رہے ہوتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ فکر بھی لاحق ہوتی ہے کہ جلد از جلد اسے قبر کے حوالے کر کے بوجھ اتار دیا جائے۔ چنانچہ بے حد محبت کرنے والے عزیز و اقارب بھی ۲۴ گھنٹوں کے اندر اندر اسے کفن پہنا کر قبر کے حوالے کر آتے ہیں۔اب قریبی رشتہ دار بھی ہفتہ دو ہفتہ میں معمول کی زندگی پر آجاتے ہیں۔ چند ماہ یا سال گزرنے کے بعد مرنے والا ایک افسانہ بن جاتا ہے۔ بلکہ کچھ ہی سالوں بعد اس کا خیال بلکہ نام تک بھی لوگوں کو بھول جاتا ہے۔ساٹھ ستر سال بعد قبر کا نشان بھی ختم ہو جاتا ہے اور اسی جگہ نئے مردے دفن کر دیے جاتے ہیں۔ یہ ہے انسان کی کل کہانی جس نے دنیا اور لوگوں کی خاطر آخرت کی ہمیشہ کی زندگی داؤ پر لگائی۔ جو دنیا کی خاطر جیا اور دنیا کی خاطر مرا۔!

مقصد تخلیق پر رہنے کا نسخہ: اگر آپ کماحقہ مقصد تخلیق پر رہنا چاہتے ہیں تو:

کسی لمحے بھی مرنے کا تصور دل میں بٹھا لیں، زندگی کو صرف ایک دن پر لے آئیں۔یعنی ہر دن کو زندگی کا آخری دن سمجھ کر گزاریں، جس پر دنیا کی حقیقت ٹھیک طرح کھل جائے وہ تو ایک سانس پر آجاتا ہے۔بہر کیف جب تک انسان اپنی زندگی کو ایک دن پر نہیں لے آتا کماحقہ منزل کو نہیں پاسکتا۔زندگی شروع ہی تب ہوگی جب موجودہ دن پر آئیں گے۔ جو موجودہ وقت پر آگیا وہ زندگی کو پا گیا۔ اسکے برعکس جو آج کے دن سے غافل ہے اور مستقبل کو سنوارنے کی فکر میں ہے، وہ بہت بڑے خطرے پر ہے۔ ہر دن کو آخری دن سمجھ کر نہ گزارنے کے یقینی نتائج:

(۱)۔ نیک اعمال میں سستی و کوتاہی، (۲)۔ کماحقہ خشوع و خضوع سے محرومی، (۳)۔ گناہوں سے کماحقہ بچنے میں ناکامی، (۴)۔خواہشات کے بے ہنگم پھیلاؤ اور لمبی امیدوں میں گرفتاری، (۵) رقت قلبی اور یاد الٰہی سے محرومی۔

اس کے برعکس انسان جب ہر دن کو آخری دن سمجھ کر گزارتا ہے تو مذکورہ پانچوں محرومیوں سے نجات مل جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بچت کا معیار یوں واضح کیا ہے:

((کن فی الدنیا کانك غریب، او عابر سبیل، وعد نفسك فی اهل القبور)) (بخاری، الرقاق، رقم:6416: مسلم)

''دنیا میں ایسے رہو گویا تم ایک پردیسی یا راہ گیر ہو اور اپنے آپ کو اہل قبور (مُردوں) میں شمار کرو۔''

یعنی موت کو بہت قریب سے دیکھو۔ اپنے آپ کو قبر کے اندر سمجھو۔ سمجھو کہ میں گیا ہی گیا............ ایسا عظیم تصور انسان کو یقیناً عظیم بنا دیتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار مت کرو اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار مت کرو اور اپنی صحت میں بیماری کے لئے اور اپنی زندگی میں موت کے لئے (کچھ) حاصل کرلو''

(بخاری، کتاب الرقاق:6416)

<u>نفس وشیطان کے فریب:</u> جوں ہی انسان اپنی موت کے متعلق سوچتا ہے یا کسی کی موت کی خبر سنتا ہے، شیطان فوراً اسے فریب دیتا ہے، وہ کہتا ہے ابھی تم ہرگز نہیں مر سکتے کیونکہ:

(۱)۔ ابھی تمھاری مرنے کی عمر نہیں (۲)۔ ایسی بیماری نہیں جو موت کا سبب بن سکے (۳)۔ تمھارے ذمے بہت سے کام ہیں (۴)۔ کتنے لوگوں کا دارومدار تم پر ہے (۵)۔ تم ملک وقوم کیلئے فائدے کا باعث ہو (۶)۔ وہ لوگ جو دین کے کام میں مشغول ہیں، انہیں وسوسہ دلاتا ہے کہ تمھیں اللہ کیوں مارے گا۔ تم نے ابھی دین کا بہت کام کرنا ہے۔

<u>اس فریب سے نجات!</u> اس فریب سے نجات حاصل کرنا مشکل نہیں۔ اگر آپ اپنے گردونواح کا جائزہ لیں کہ کتنے لوگ جو آپ سے زیادہ صحت مند، خوبصورت، ذہین، نیک صفات، دین کا کام

کرنے والے، آپ سے کم اور زیادہ عمر والے اس فانی دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔انھوں نے بھی کبھی نہ سوچا ہوگا کہ وہ اچانک مر سکتے ہیں۔ بلکہ اگر آپ غور کریں کہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اہل علم حضرات میں سے بھی بعض کم عمری میں ہی چلے گئے۔تو پھر ہماری کیا گارنٹی ہے...؟ اللہ اپنے فیصلوں میں بے نیاز ہے، اسکی کسی سے رشتے داری نہیں، لہٰذا طولِ امل سے بچتے ہوئے جلد از جلد زندگی کو صحیح رخ پر متعین کرلیں۔

پس! ہر دن کو آخری دن سمجھ کر گزاریں، اسکے لئے: اپنے دوست احباب جو دنیا سے جا چکے انکی فہرست بنائیں، انکی شکلوں صورتوں کو ذہن نشین کریں، تصور کریں کہ وہ بھی آپکے ساتھ کھاتے پیتے، چلتے پھرتے تھے، کس شان سے زندگی بسر کرتے تھے، کس قدر مسرور تھے، وہ بھی ہماری طرح موت سے بے خبر تھے کہ ناگہاں عین بے خبری کے عالم میں قاصد آگیا، اب کس طرح ان کا گوشت کیڑے مکوڑے نوچ چکے ہوں گے، ہڈیاں گل سڑ چکی ہوں گی، یہ لوگ ہم سے پہلے جان دے کر ہمارے لئے مثال بن گئے اور اب ہماری باری ہے۔اب ہم نے دوسروں کیلئے مثال بننا ہے!

<u>عظیم راحت وسعادت:</u> درج ذیل تصور عظیم راحت وسکون اور سعادت کا باعث ہے:

ہر وقت موت کی یاد کے ساتھ زندگی گزرنی شروع ہو جائے تو وارے نیارے ہو جائیں۔لمبا عرصہ جینے کی آرزو کو قلیل کرنے سے زندگی بہت جلد درست سمت پر چڑھ جاتی ہے۔اگر ہم موت ہتھیلی پر رکھ کر ہر دن جانے کیلئے تیار ہو جائیں، جو وقت بھی ملتا جائے اسے غنیمت (Bonus) سمجھ کر گزاریں تو چین بھی مل جائے گا اور زادِ راہ سمیٹنے کی توفیق بھی۔

<u>کیسے نصیب ہو؟</u> بات تو سمجھ آگئی اب بڑا سوال یہی ہے کہ یہ سعادت یعنی موت کی یاد کیسے نصیب ہو سکتی ہے؟ اس حوالے سے بہت کچھ اس تحریر میں بیان کیا جا چکا ہے، بہر کیف مزید یہ کہ: (۱)۔پختہ فیصلہ کریں (۲)۔موت کی بابت علمی آگاہی پیدا کریں (۳)۔اپنی صحبت بہتر کریں: اچھے لوگوں، اچھی کتابوں بالخصوص قرآن مجید اور اچھی جگہوں جیسے مساجد، قبرستاں وغیرہ (۴)۔جو ساتھی فوت

ہوچکے ان کی یاد ہانی (۵)۔دن میں کم از کم ایک مرتبہ ذہن نشین کیا جائے کہ ایک دن مجھے غسل دیا جارہا ہوگا، کفن پہنایا جارہا ہوگا، جنازگاہ کی طرف لے جایا جارہا ہوگا اور قبر میں اتارا جارہا ہوگا۔ایک نہ ایک دن آپکے ساتھ یہ سب کچھ ہونا تو ہے ہی۔اگر آج اسے یاد کرلیا تو کل اس وقت کے آنے پر شاید پچھتاوے سے بچ جائیں۔موت کی یاد کے حصول کیلئے آپ ﷺ نے زبردست نسخہ بتلایا: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ، بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے کندھے سے پکڑ کر فرمایا:

''دنیا میں اسطرح رہو جیسے کوئی اجنبی یا راہ گزر، اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔''

(مشکوٰۃ، کتاب الرقاق:5274، بخاری:6416)

<u>معمول کی زندگی پر نظر:</u> شیطان فریب میں مبتلا کرتا ہے کہ، بڑا وقت پڑا ہے، مرنے سے پہلے پہلے ٹھیک ہوجانا، فکر کی ضرورت نہیں۔یاد رکھیں! موت انہیں حالات میں آنی ہے جن حالات میں معمول (Routine) کی زندگی گزر رہی ہے، انہیں شب و روز سے آپ کو اچانک نکل کر اپنے خالق حقیقی کے روبرو پیش ہونا ہے۔اگر معمول کی زندگی بہتر نہیں تو موت کے وقت اس نے کیسے بہتر ہوجانا ہے......؟اگر آپ واقعتاً کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو پھر اپنے شب و روز پر نظر رکھیں: معمول کی زندگی کو فوراً درست کریں، معمول کی زندگی کو بہتر نہ کرنا اور خاتمہ بالخیر کی امید رکھنا خود فریبی کے سوا کچھ نہیں۔آپ نے اپنے آپ کو فریب دینا ہے یا فریب سے بچانا ہے.....؟ فیصلہ اب آپ کے اپنے ہاتھ ہے....!

<u>صرف ایک موقعہ!</u> دنیا کے امتحان میں فیل ہوجائیں تو بار بار موقع مل جاتا ہے لیکن اخروی امتحان کا صرف ایک ہی موقعہ (Chance) ہے، جو کرنا ہے اسی زندگی میں موت سے پہلے پہلے کرنا ہے۔موت کے بعد جو کیا تھا اسکا حتمی نتیجہ سامنے آجائے گا۔ناکام ہوگئے تو سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

☆ ''اس سے قبل کہ تمھارا محاسبہ کیا جائے، اپنا محاسبہ خود کرلو اور اللہ کے سامنے حاضر ہونے

کے لیے اچھے اعمال کے ساتھ خود کو تیار رکھو، یقیناً قیامت کے دن اس شخص کا حساب آسان ہوگا جس نے دنیا میں اپنا محاسبہ کرلیا۔'' (ترمذی:2459)۔

غفلت کی دلدل سے نکالنے کیلئے، مذکورہ حقائق پر کسی نے انتہائی موثر انداز میں نقشہ کشی یوں کی ہے:

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سُو نمونے مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بو نے
کبھی غور سے بھی دیکھا ہے تو نے جو معمور تھے وہ محل اب ہیں سونے
ملے خاک میں اہل شان کیسے کیسے مکیں ہوگئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے
اجل نے نہ کسرا ہی چھوڑا نہ دارا اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر ایک چھوڑ کے کیا کیا حسرت سدھارا پڑا رہ گیا سب یہیں ٹھاٹھ سارا
تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آ کے کیا کیا ستایا اجل تیرا کردے گی بالکل صفایا
یہی تجھ کو دھین ہے رہوں سب سے بالا ہو زینت نرالی ہو فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا؟ تجھے حسنِ ظاہر نے دھوکے میں ڈالا
کوئی تیری غفلت کی ہے انتہا بھی؟ جُنوں چھوڑ کر اب ہوش میں آ بھی
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اللہ رب العالمین میں ہمیں موت کے آنے سے پہلے پہلے موت کو یاد رکھ کر اصل مقصد کو پانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

✡✡✡✡✡

باب۱۰

ساتویں تدبیر: مصائب وآلام کو ذریعہ بنانا

مصائب وآلام سے ہروقت بچنے کی دعا کرنی چاہیے،لیکن دنیا کی لپٹ کا جادو اتنا طاقتور ہے کہ شاید مشکل حالات آئے بغیر اس سے بچا نہیں جا سکتا۔اس لیے خالق جن لوگوں میں خیر دیکھتا ہے انہیں دنیوی جادو کی لپیٹ سے بچانے کیلئے ان پر تھوڑی مدت کیلئے ناساز حالات (بیماری، تنگی وتکالیف، ٹریجڈی، .....) لے کر آتا ہے لیکن اصلاح کے بعد انہیں بچا بھی لیتا ہے۔ جب تک زندگی کی آرزوئیں پوری ہوتی رہیں، خوشحالی ہو،صحت وتندرستی ہو...... تو انسان کی خواہشِ نفس انسان پر غالب رہتی ہے اور انسان کو آخرت کی یاد نہیں آنے دیتی۔خواہشِ نفس کا زور اسی وقت ٹوٹتا ہے جب سر پر پڑتی ہے۔انسان محرومیوں سے ہی بنتا ہے۔محرومیاں تڑپ اور تحریک پیدا کرتی ہیں۔محرومیوں سے صلاحیتیں ابھرتی ہیں اور انسان کندن بنتا ہے۔جبکہ جو رج گیا وہ غفلت کی دلدل میں دب گیا۔اس میں تڑپ اور تحریک ختم ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی موقع سے فائدہ اٹھانا چاہے تو کوئی ٹریجڈی، کسی عزیز کی موت زندگی کی تبدیلی کیلئے ایک فیصلہ کن موڑ ہوتا ہے۔جب تنگی وتکالیف پہنچتی ہیں تبھی انسان کی آنکھیں کھلتی ہیں۔وہی گاڑی روڈ سے اتر کر مکینک کے پاس جاتی ہے جس میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے۔اس لیے ہمارے ہی بھلے کیلئے ہمارے خالق نے اس عارضی زندگی میں مصائب وآلام بھی رکھے ہیں تاکہ اس دنیا کا فریب ابدی فوائد کی راہ میں رکاوٹ نہ بن جائے۔حقیقتِ حال سے آگاہی کیلئے درج ذیل دلائل پر بھرپور غور فرمائیں:

اللہ تعالیٰ لوگوں کو نافرمانی سے بچانے اور اپنا مطیع وفرمانبردار بنانے کے لیے انہیں مصائب میں مبتلا

کرتا ہے شائد کہ وہ راہ پر آ جائیں:

﴿ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَتَضَرَّعُوْنَ ﴾ (انعام:6:42)

''اور البتہ بھیجے ہم نے رسول بہت سی امتوں کی طرف تم سے پہلے، پھر مبتلا کیا ہم نے ان کو مصائب و آلام میں تا کہ وہ جھک جائیں عاجزی سے۔''

﴿ وَ لَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴾ (السجدہ:32:21)

''اور ضرور چکھائیں گے ہم ان کو مزہ دنیاوی عذاب کا بڑے عذاب سے پہلے شاید کہ وہ پلٹ آئیں۔''

نبی کریم ﷺ نے بالکل واضح انداز میں حقیقت حال سے پردہ اٹھا دیا، بار بار پڑھیں اور غور و تدبر کریں:

☆ ((من يرد الله به خيراً يصب منه)) (بخاری، المرضیٰ، رقم:5645)

''جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اس کو مصیبت سے دوچار کر دیتا ہے۔''

☆ ''مسلمان کو جو بھی تکان، بیماری، فکر، غم اور تکلیف پہنچتی ہے، حتیٰ کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔'' (بخاری، المرضیٰ، رقم:5641، مسلم)

☆ دنیا میں عموماً نافرمانوں کی ڈور ڈھیلی چھوڑ دی جاتی ہے جبکہ اہل ایمان کا امتحان لیا جاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے (اس کے گناہوں کی) سزا جلد ہی دنیا میں دے دیتا ہے۔ اور جب اپنے بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ (بندے کی اپنی بدنیتی کی وجہ سے) کرتا ہے تو اس سے اسکے گناہوں کی سزا (دنیا میں)

روک لیتا ہے، یہاں تک کہ بروز قیامت اس کو پوری سزا دے گا۔''

(ترمذی، الزہد، رقم:2396، سندہ حسن)

☆ ''مومن مرد اور مومن عورت پر اسکی جان، اولاد اور مال میں آزمائشیں آتی رہتی ہیں (جن سے ان کے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں) یہاں تک کہ جب وہ اللہ کو ملتے ہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔'' (جامع ترمذی، الذہد، رقم:2399، سندہ حسن صحیح)

☆ ((اذا احب قوم ابتلاھم)) (ترمذی، الزھد، حسن)

''جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزمائشوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔''

مولانا امین احسن اصلاحی صاحبؒ نے بڑے زبردست انداز سے مذکورہ موضوع پر روشنی ڈالی:

''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس طرح کے امتحانوں میں اس لیے نہیں ڈالتا کہ لوگ اپنے ایمان ضائع کر بیٹھیں بلکہ یہ امتحان اللہ تعالیٰ کی رافت و رحمت کے مظہر ہیں۔ انہیں امتحانوں سے بندوں کی صلاحیتیں نشو ونما پاتی ہیں۔ انہیں کے ذریعے سے ان کی وہ قوتیں اور صلاحیتیں بروئے کار آتی ہیں جن کے خزانے قدرت نے ان کے اندر ودیعت کئے ہیں۔ انہیں کے ذریعے سے ان کے کھرے اور کھوٹے، سچے اور جھوٹے میں امتیاز ہوتا ہے۔ یہ امتحان نہ ہو تو اچھے اور بُرے، خام اور پختہ، گہر اور پشنیز میں کوئی فرق ہی نہ رہ جائے......... مزید غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ اس کارخانہ کائنات کا سارا حسن و جمال اور اس کی ساری حکمت و برکت اللہ تعالیٰ کی اسی سنت ابتلا کے اندر مضمر ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو یہ سارا کارخانہ بالکل بے حکمت اور بے مصلحت بلکہ کھلنڈرے کا ایک کھیل بن کر رہ جائے۔'' (تدبر قرآن، تفسیر سورہ البقرہ:2:153-157)

ابو یحیٰ صاحب نے مذکورہ حقیقت کی کمال نقشہ کشی یوں فرمائی:

''یہ ابتلا (آزمائش) کا قانون ہے۔ جو شخص خدا کے راستے پر چلتا ہے، ہر تھوڑے

عرصے بعد اسے کسی نہ کسی امتحان سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہ امتحان نہ ہو تو انسان مردہ ہو جاتے ہیں۔ خدا اپنے نیک بندوں کو مردہ نہیں دیکھنا چاہتا۔ اس لیے وہ ہر تھوڑے عرصے بعد ان کی روح پر ضرب لگاتا ہے۔ یہ ضرب وہ سازِ دل چھیڑ دیتی ہے جس کا وجد آفریں ترنم بندہ مومن کو خدا سے قریب کر دیتا ہے۔ مگر یہ بعد کی بات ہوتی ہے۔ جب یہ ضرب لگتی ہے تو ہتھوڑے کی طرح انسان کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتی ہے۔''

(خدا بول رہا ہے، ص۔122، ابو یحیٰ، انذار پبلشرز)

مصائب و آلام کی ایک وجہ یعنی دنیا پرستی کے جادو کی لپیٹ سے بچانے پر آگاہی یہاں پیش کر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ مصائب آنے کی درج ذیل مزید وجوہات بھی ہیں۔

(ا)۔ امتحان و آزمائش کیلئے (۲)۔ ظالموں کو بطور عذاب کیلئے

جہاں تک معاملہ ظالموں کو بطور عذاب کا ہے تو اس کی داستانوں سے تو قرآن بھرا پڑا ہے۔ کس طرح قوم نوح، لوط، عاد، ثمود، تبع .... وغیرہ کے ظالموں کا قلعہ قمع کیا گیا کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔

<u>امتحان اور عذاب میں فرق</u>: انسان پر آنے والی مشکل مصیبت امتحان کے لیے ہے یا عذاب کے لیے؟ اس میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن درج ذیل باتیں فرق کا باعث ہو سکتی ہیں:

i۔ امتحان ہمیشہ اسی کا ہی ہوتا ہے جو امتحان کیلئے داخلہ بھیجے۔ یعنی امتحان صرف اہلِ ایمان ہی کا ہوگا۔ آزمائش تو ہمیشہ مومن کی ہی ہوتی ہے۔ جس کے پاس ایمان ہی نہیں اسے کیا آزمایا جانا، اسے تو ڈھیل دے کر اچانک پکڑا جاتا ہے۔ اللہ اہل ایمان کو ہر صورت آزمائے گا، جیسا کہ اس نے اپنا قانون واضح کیا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ o وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ 0 وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ

الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ o الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ o اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَo ﴾(البقرہ:2:153-157)

''اور لازماً ہم آزمائیں گے تمھیں کسی قدر خوف، بھوک اور مال، جان اور ثمرات میں کمی کرکے، بشارت ہے صابرین (ثابت قدمی اختیار کرنے والوں) کے لیے۔ یہ وہ لوگ ہیں جب بھی انہیں مصائب میں گرفتار کیا گیا، انہوں نے یہی کہا ہم تو اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف پلٹ جانا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کا درود اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

معلوم ہوگیا کہ زندگی کے ہر رخ میں مصائب آنے پر ثابت قدم رہنے والے اللہ کے مقربین بن جاتے ہیں۔

ii۔ امتحان نیک وکاروں کے درجات کی بلندی کیلئے بھی ہوسکتا ہے اور انسان کے گناہوں کو مٹانے کیلئے بطور سزا بھی۔ گھبرانا نہیں چاہیے، ان دونوں صورتوں میں آنے والے مصائب بالآخر خیر ورحمت کا باعث ہی ہوتے ہیں۔

iii۔ ہر وہ مشکل جو بالآخر اللہ کی طرف پلٹنے کا سبب بن جائے وہ امتحان ہوگی، اس کے برعکس جو اللہ سے دور ہونے کا سبب بنے وہ عذاب یا غضب ہوگی۔ بطور امتحان آنے والی مشکلات مایوسی کی بجائے حوصلہ اور امید پیدا کرتی ہے۔ جب کہ بطور پکڑ اور عذاب آنے والی مصیبت ناامیدی اور مایوسی۔

iv۔ بطورِ امتحان آنے والی مصیبت عموماً طوالت پکڑنے کی بجائے جلد ختم ہوسکتی ہے اور تباہ و برباد، ہلاکت کی بجائے زندگی بخشتی ہے (لیکن یہ ضروری نہیں)۔ (واللہ اعلم)

<u>مشکلات کا عظیم بدلہ:</u> ہمیں مصائب سے بچنے کی ہر ممکن تدابیر اختیار کرنی چاہئیں لیکن اگر خدانخواستہ

آ جائیں تو مایوسی اور بے صبری کی بجائے صبر کا دامن تھامتے ہوئے ان سے چھٹکارے کی بھر کاوش کرنی چاہیے۔ چند روزہ عارضی ایام میں مشکلات پر صبر کرنے والوں کو پروردگار دنیا میں گناہوں کی معافی اور عظیم اخروی بدلہ دیں گے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

☆ ''مہاجر، فقرا روز قیامت مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔'' (مسلم، الزھد، رقم:7463)

☆ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں یعنی آنکھوں سے محروم کر کے آزماؤں، پھر وہ اس پر صبر کرے تو میں اس کے بدلے میں اسے جنت دوں گا۔''

(بخاری، المرضیٰ رقم:5653)

بلکہ اہل ایمان کی جانیں اور مال تو اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔

(دیکھیے سورہ توبہ آیت۔١١١)۔

☆ ''جو بندہ طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو جائے اور وہ (طاعون زدہ) شہر ہی میں صبر کرتا ہوا ثوابِ آخرت کی نیت سے ٹھہرا رہے، اسے یقین ہو کہ اسے وہی کچھ پہنچے گا جو اللہ نے اس کے لیے لکھ دیا ہے، تو ایسے شخص کیلئے شہید کی مانند اجر ہے۔'' (بخاری، الطب، رقم:5734)

لہٰذا مشکلات پر ہر ممکن صبر کا دامن نہیں چھوڑنا اور نہ ہی مایوس ہونا ہے۔

الحمد للہ، امید ہے حقیقت حال واضح ہونے پر ذہنی کیفیت بالکل تبدیل ہو چکی ہوگی۔ تکالیف اور محرومیوں پر صبر کی عظیم دولت میسر آنے سے دکھوں کا مرہم بھی نصیب ہو چکا ہوگا۔ پس وہ لوگ جنہوں نے توبہ کر لی ہے، اللہ کی طرف رجوع کر لیا ہے، زندگی کو اللہ کے قانون تابع کر لیا ہے، انہیں غم کس چیز کا؟ اللہ ہمیں صحت کے ساتھ عافیت و آسانی، ایمان و عمل والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆

باب ۱۱

حسرتیں

انسان کو غفلت و معصیت کے بھنور سے نکالنے کیلئے پروردگار نے انسان کو پیش آنے والے شدید حسرت وافسوس کے مقامات کو اُس وقت کے رونما ہونے سے قبل ہی کھول دیا ہے تاکہ انسان خسارے سے بچ جائے۔ انکی شدت اور حقیقت کیا ہے؟ اس کا اندازہ عام طور پر باتوں سے نہیں ہو پاتا جب تک کسی کو ان سے واسطہ نہ پڑے۔ ان آیات سے مستفید ہونے کیلئے دنیا میں آنے والے مقاماتِ افسوس کو ذہن نشین رکھنا ضروری ہے جیسے: کسی عزیز کی موت، شدید بیماری، حادثہ، کوئی بڑا نقصان...... وغیرہ۔ قرآن میں دنیوی نقصان پر کم ہی حسرتیں بیان ہوئی ہیں، لیکن اخروی خسارہ سے بچانے کیلئے حقائق کھول کھول کر بیان کردیے گئے ہیں جو کہ خالق کی اپنی مخلوق سے شفقت و محبت کا اظہار بھی ہے۔ انہیں آیات میں سے چند پیش خدمت ہیں جنہیں گاہے بگاہے ذہن نشین کرتے رہنے کی ضرورت ہے۔

(۱)۔ بروز قیامت بُرائی کی راہ پر گامزن انسان یوں آرزو کرے گا:

﴿ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهٗٓ اَمَدًاۢ بَعِيْدًا وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ ﴾ (آل عمران:30)

''جس دن ہر نفس اپنے کیے ہوئے عمل کی نیکی کو موجود پائے گا اور عمل کی برائی کو بھی، تو آرزو کرے گا کہ اے کاش اُس میں اور اس کی برائی میں دور کی مسافت ہو جائے۔ اور اللہ

تمھیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے، اور اللہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے۔''

یعنی اُس دن تو انسان اپنے اور برائی کے مابین دوری کی آرزو کرے گا لیکن اس زندگی میں برائی کے قریب رہنا پسند کرتا ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ آج بھی شرک سمیت دیگر تمام برائیوں سے شدید نفرت کی جائے اور ان سے کوسوں دور رہا جائے۔!

(۲)۔جس دن انسان یہ آرزو کرے گا کہ کاش میں مسلمان ہوتا (صرف نام سے نہیں بلکہ واقعتاً تسلیم کرنے والا ہوتا):

﴿ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ (الحجر:15:1-2)

''جس دن آرزو کریں گے انکار کرنے والے کہ کاش وہ ماننے والے ہوتے۔انہیں چھوڑ دو یہ کھالیں اور وقتی فائدے اٹھالیں اور لمبی امیدیں انہیں دنیا میں مشغول کئے رکھیں،عنقریب انہیں انجام معلوم ہو جائے گا۔''

(۳)۔انسان اس دن شدید حسرت و افسوس کرے گا کہ کاش میں رسول ﷺ کو رہبر و رہنما اور معیار بناتا۔

﴿ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِى وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝ ﴾ (فرقان:25:27-30)

''جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبا کر کھائے گا تو وہ کہے گا کہ ہائے کاش میں رسول کے ساتھ راستہ پکڑتا۔ہائے کاش میں فلاں کو دوست نہ بناتا۔(اس غلط دوستی) نے مجھے پھسلا دیا جب کہ میرے پاس نصیحت آ گئی تھی اور شیطان تو انسان کا ساتھ چھوڑ دینے والا ہے اور

رسول شکایت کریں گے کہ اے میرے رب، یقیناً میری قوم نے قرآن کو پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا تھا (یعنی اس کی تعلیمات کونظرانداز کردیا تھا)۔''

یہ بہت تفصیل طلب آیت ہے جس کی زد میں ہر وہ شخص آجائے گا جس نے بُری سنگت بنائی، اپنے لیڈرز، سردار، مذہبی پیشواؤں کی اندھا دھند پیروی میں قرآن وسنت کو اپنے اپنے فرقے، مسالک اور اکابرین کے نیچے کیا۔ آج تو لوگ بات سننے کیلئے آمادہ نہیں، لیکن بروز قیامت ان کی صورت حال کی نقشہ کشی مذکورہ آیت میں کھول کر بیان کردی گئی ہے۔

(۴)۔مال کے حوالے سے حسرت:

﴿ وَاَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ فَيَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنِىۡۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ o وَلَنۡ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفۡسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ o ﴾ (منافقون:63:10-11)

''اور خرچ کرلو (ہماری راہ میں) اس میں سے جو کچھ ہم نے تمھیں دے رکھا ہے، اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے تو کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار! تو مجھے تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دے دیتا کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں شامل ہوجاؤں۔''

یہ بے اثبات زندگی کسی وقت بھی ساتھ چھوڑ سکتی ہے۔ یہ جاری سانس کسی وقت بھی رک سکتے ہیں اس لیے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اللہ کی راہ میں حسب توفیق خرچ کرتے جائیں۔

(۵)۔عمومی طور پر بروز قیامت انسان کی حسرت وافسوس کا عالم کچھ یوں ہوگا:

﴿ وَاتَّبِعُوۡۤا اَحۡسَنَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِيَكُمُ الۡعَذَابُ بَغۡتَةً وَّاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ o اَنۡ تَقُوۡلَ نَفۡسٌ يّٰحَسۡرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطۡتُّ فِىۡ جَنۡۢبِ اللّٰهِ وَاِنۡ كُنۡتُ لَمِنَ السّٰخِرِيۡنَ o ﴾ (زمر:39:55-59)

''اور (اَے لوگو!) پیروی کرو اُس بہترین شے (قرآنِ حکیم) کی جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اُتاری گئی ہے۔ اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں اطلاع بھی نہ ہو۔ (ایسا نہ ہو کہ) پھر تم کہنے لگو کہ ہائے افسوس! اُس غفلت پر جو میں نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی بلکہ میں تو مذاق اُڑانے والوں میں ہی رہا۔ یا کہنے لگے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں شامل ہو جاتا۔ یا (قیامت کے دن) عذاب کو دیکھ کر کہنے لگے اَے کاش! کسی طرح مجھے (دنیا میں) دوبارہ بھیج دیا جائے تو میں بھی نیک لوگوں میں شامل ہو سکوں۔ (اللہ فرمائے گا:) ہاں ہاں! بے شک تیرے پاس میری آیات (قرآن) پہنچ چکی تھیں جنھیں تو نے جھٹلایا اور غرور و تکبر کیا اور تو اِنکار والوں میں ہی رہا۔''

(٦)۔ظلم و نافرمانی کی راہ پر شدید ترین حسرت و افسوس کا منظر:

﴿ يَوْمَ تَكُونُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ○ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ○ وَلَا يَسْئَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ○ يُبَصَّرُونَهُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ○ وَصَاحِبَتِهِ وَاَخِيهِ ○ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ○ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ ○ كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى ○ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ○ تَدْعُوا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ○ ﴾

(المعارج:8-16)

''جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا، اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا حالانکہ ایک دوسرے کو دکھا دیے جائیں گے۔ خواہش کرے گا مجرم کاش وہ فدیے میں دے سکے اس دن کے عذاب سے بچنے کیلئے اپنی اولاد کو، اپنی بیوی کو، اپنے بھائی کو اور اپنے خاندان جو اسے پناہ دینے والا تھا، اور روئے زمین کے سب انسانوں کو پھر یہ نجات دلا سکے اپنے آپ کو۔ ہرگز نہیں یقیناً وہ شعلہ والی آگ ہے جو

چاٹ جائے گی گوشت پوست کو۔ بلائے گی ہر اس شخص کو جس نے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا (حق یعنی قرآن سے)۔''

(۷)۔آج تو لوگ بات نہیں سنتے لیکن بروز قیامت سب سمجھ آجائے گی:

﴿ وَجِایْٓءَ یَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ یَوْمَىِٕذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى o یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ o ﴾ (الفجر:23-24)

''اور جس دن جہنم سامنے لائی جائے گی،اس دن انسان کو سب سمجھ آجائے گی ،لیکن اُس وقت سمجھنے کا کیا فائدہ؟ اُس دن انسان کہے گا کاش میں نے اِس زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا۔''

اب پچھتائے کیا ہوت.........جب چڑیاں چگ گئیں کھیت!

ابھی وقت ہے مہلت کی قدر کرلیں۔اس شدید پریشانی سے بچنے کے لیے فوراًاُٹھیں،توبہ کریں اور ہر دن کو آخری دن سمجھ کر گزاریں۔دین سیکھنے،قرآن فہمی کے لیے وقت نکالیں۔توحید، رسالت، عبادات،اخلاقیات ومعاملات کو سمجھیں اور عمل پیرا ہوجائیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی گردوں نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹا دی

گھڑی کی ٹک ٹک ہمارے زندگی کے لمحات مسلسل کم ہونے کا اعلان کررہی ہے۔گزرتے ہوئے لمحات ہمیں متنبہ کررہے ہیں کہ ہوشیار ہوجاؤ زمانہ بڑی تیزی سے گزرتا جارہا ہے۔دل کی ہر دھڑکن کے ساتھ ہم اپنی موت کے قریب تر ہوتے جارہے ہیں........یہ زمانہ جو ہماری اصل متاع ہے۔اسی میں کچھ بنانا ہے اور یہ مہلت بہت تیزی سے گزرتی جارہی ہے۔جیسے برف پگھلتی جاتی ہے۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں مجھے ''والعصر'' کا مفہوم اس وقت سمجھ آیا جب شام کے وقت بازار بند ہونے

جا رہا تھا اور برف بیچنے والا چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا لوگو مجھ سے برف خرید لو۔ جلدی کرو کیونکہ میری برف پگھلتی جا رہی ہے۔ انسان کی زندگی کی مثال اس برف کے تاجر کی سی ہے۔ ہر لمحہ برف پگھل رہی ہے یعنی انسان کا اصل سرمایہ ہاتھ سے نکلتا جا رہا ہے۔ برف پگھل گئی تو اصل زر گیا۔ برف کا تودا کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس نے بالآخر پگھل کر ختم ہو جانا ہے۔ مسلسل گزرتے ہوئے لمحات ہماری زندگی کو کھا رہے ہیں۔ زندگی خواہ کتنی ہی طویل کیوں نہ اس نے بالآخر ختم ہو جانا ہے۔

✡✡✡✡✡

باب۱۲

طاقتور دنیوی جادو سے نجات کے چار لوازم

دنیا پرستی کے انتہائی طاقتور جادو سے بچنے کیلئے سب سے پہلے دنیا و آخرت کی اصل حقیقت سے آگاہی کی ضرورت ہے، جو اس تحریر کے سابقہ ابواب میں پوری طرح کھول کر بیان کر دی گئی ہے۔

اس ضروری آگاہی کے بعد چار بنیادی لوازم ہیں جنہیں ملحوظ رکھنے سے اس سحر سے نجات یقینی ہو جاتی ہے، وہ یہ ہیں:

(۱)۔اخلاص (۲)۔جدوجہد (۳)۔اچھی صحبت، سنگت (۴)۔دعا

(۱)۔اخلاص / حسن نیت

مراد تک رسائی کی یہ پہلی بنیادی سیڑھی ہے۔نجات کا سارا دارومدار اخلاص یعنی حسن نیت پر ہے۔اخلاص نہیں تو سب کاوش رائیگاں ہے۔

<u>اخلاص کا مطلب:</u> اخلاص کا تعلق ہماری نیت کے ساتھ ہے اور اسکا محل یعنی مقام ''دل'' ہے۔اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ دینی کاوش اور اعمال کا مقصد: (۱)۔اللہ کی رضا کا حصول، یا (۲)۔اخروی فلاح یعنی دوزخ کی آگ سے بچنا اور جنت کے حصول کے سوا کچھ اور نہ ہو۔اخلاص کے متضاد کے مختلف پہلو دیکھتے ہیں تاکہ ضد سے مسئلے کی اصل حقیقت سے آگاہی حاصل کی جا سکے۔

<u>عدمِ اخلاص کی مختلف شکلیں:</u> اخلاص کے موجود نہ ہونے کی مختلف شکلیں یہ ہیں:

(۱)۔دینی کاوش کا مقصود مقام و مرتبہ اور عزت و شہرت کا ہونا۔

(۲)۔دولت و دیگر دنیوی مفادات مقصود ہونا۔

(۳)۔فرقہ واریت: اسلام کی فکر کی بجائے اپنے اپنے من پسند فرقے، گروہ، جماعتیں، مسالک کی آبیاری کی فکر۔رسولوں (علیہم السلام) کو معیار بنانے کی بجائے: دیگر شخصیات: آباؤ اجداد، اکابرین، بزرگان دین، امام، پیر، بزرگ حضرات کو دین کا معیار بناتے ہوئے انکی غیر مشروط اندھادھند پیروی وتقلید اختیار کرنا۔

عدمِ اخلاص کی وجہ؟: انسان حسن نیت اور اخلاص کی بجائے دیگر ملاوٹوں یا ریا کاری کا شکار کیوں ہوجاتا ہے.....؟اس کی وجہ یہ ہے کہ:

''حرص،عزت وشہرت، ناموری سمیت دیگر مفادات کا بڑا شدید جذبہ انسان کے اندر رکھا گیا ہے۔ ہر کوئی چاہتا ہے کہ اس کے علم، اس کی صلاحیتوں اور اس کے تقویٰ وپرہیز گاری کو لوگ جانیں اور اس کی ستائش ہو۔اس کا جتھہ، اس کا گروہ غالب ہو۔انسان کو اپنی ناموری اپنی تعریف وتوصیف بڑی عزیز ہے۔چنانچہ شیطان انہیں کمزوریوں کو استعمال کر کے عدمِ اخلاص کے ذریعے انسان کی محنت وکاوش پر پانی پھیرتا ہے۔اللہ تو چونکہ ہمیں نظر نہیں آتا، انسان نظر بھی آتے ہیں اور ان سے مدح سمیت دیگر مفادات کا نقد ونقد حصول بھی اسی وقت ہوجاتا ہے۔اس لیے کمزور ایمان والا شخص بڑی آسانی سے ابلیس کا لقمہ بن جاتا ہے۔''

عدم اخلاص کی قباحت: عدم اخلاص یعنی ریا کاری کی قباحت کی حقیقت امام محمد غزالی رحمہ اللہ یوں واضح کرتے ہیں:

''جب عبادت کا مقصود خلائق بن جائے تو وہ عبادت نہیں رہی بلکہ مخلوق پرستی ہوگئی۔اسی طرح اگر خالق کی عبادت کے ساتھ مخلوق کی خوشنودی بھی مقصود بن جائے تو یہ شرک ہے۔''(کیمیائے سعادت، باب: ریا کا علاج)

یعنی دین کے کام اللہ کے علاوہ جس مقصد کے لئے کیے جائیں گے،اسی کی پرستش شمار ہوگی۔

شیطان کے جال تزین سے بچنے کی پہلی بنیادی شرط 'اخلاص' ہے۔جو اس میں فیل ہوگیا وہ شیطان کا

لقمہ بننے سے نہیں بچ سکتا۔یادرکھیں! اگر اخلاص نہیں تو بڑی بڑی علمی ڈگریوں کے باوجود بھی گمراہی سے بچنا ممکن نہیں۔بلکہ اخلاص کی غیر موجودگی میں علم جتنا زیادہ ہوگا، غلط تاویل وتحریف کی بنا اتنا ہی زیادہ وبال بنتا جائے گا۔

(۲)۔جدوجہد

بلاشبہ بُرائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی توفیق من جانب اللہ ہے لیکن اللہ کی تائید ونصرت کیلئے پہلا قدم انسان نے خود ہی اٹھانا ہے۔جس کے نتیجے میں اللہ انسان کا ہاتھ تھامے گا۔اس لیے دنیا پرستی سے بچ کر آخرت کو پانے کیلئے فکرمندی اور جدوجہد درکار ہے۔بغیر کاوش کے اتنی بڑی سعادت گھر بیٹھے تو نہیں مل سکتی۔اسے پانے کیلئے ہاتھ پاؤں مارنے پڑیں گے۔یہ تو صرف اُسے ہی نصیب ہوگی، جو واقعتاً اس کا طالب ہوگا۔جسے اس کی پیاس ہوگی، جو اس کے لئے بے چین و بے قرار ہوگا۔اس ضمن میں اللہ نے اپنا قانون یوں واضح کیا ہے:

﴿ وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا o ﴾ (بنی اسرائیل:18: آیت:19)

''اور جس کسی نے ارداہ کیا آخرت کا اور اس کے لئے اتنی کاوش کی جو اسکے لائق ہے اور وہ صاحب ایمان بھی ہو تو یہ لوگ ہیں جن کاوش مقبول ہوگی۔''

مزید فرمایا:

﴿ وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ o ﴾

(سورہ عنکبوت: آیت:69)

''اور جنہوں نے کوشش کی ہمارے لئے، ان پر ہم ضرور کھولیں گے اپنی راہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ محسنین کے ساتھ ہے۔''

(۳)۔اچھی صحبت، سنگت (سب سے اہم)

مرغوباتِ نفس کو قابو کرنا، برائیوں سے بچنا اور نیکیوں پر قائم رہنا، اس وقت تک ممکن نہیں جب تک

بُری صحبت سے سخت اجتناب اور اچھی صحبت: اچھے لوگ (اہل آخرت، اہل توحید اور اہل رسالت)، اچھی کتابیں (بالخصوص قرآن مجید) اور اچھی جگہیں (مساجد، قبرستان، تنہائی کی جگہیں وغیرہ) کو اختیار نہ کیا جائے۔ جس کی سنگت اچھی نہ ہوئی وہ ہلاک ہو گیا۔ نفس وشیطان کے طاقتور جادو کا لقمہ بن گیا۔ اس ضمن میں پروردگار نے ہماری رہنمائی یوں فرمائی:

☆ ﴿ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ o ﴾ (الکہف:18: آیت:28)

''(اے نبی) روکے رکھ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ، جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح وشام، وہ اس کی رضا کے طالب ہیں۔''

یہاں نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے امت کی رہنمائی کر دی گئی ہے کہ وہ لوگ جن کے شب و روز اپنے رب کی رضا جوئی کی خاطر اس کی یاد اور عبادت میں بسر ہوتے ہیں ان کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کر لیا جائے۔

☆ بروز قیامت انسان اپنی بُری سنگت کے متعلق کہے گا:

﴿ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا o لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا o ﴾ (الفرقان:28-29)

''ہائے کاش میں فلاں کو دوست نہ بناتا۔ (اس غلط دوستی) نے مجھے پھسلا دیا جبکہ میرے پاس نصیحت آ گئی تھی اور شیطان تو انسان کا ساتھ چھوڑ دینے والا ہے۔''

☆ بُرے علاقے اور ماحول کی وجہ سے بُرائی پر کاربند رہنے والوں کی جان کُنی کے وقت، فرشتے بُرے ماحول سے بچنے کی یاد دہانی یوں کرائیں گے:

''یقیناً جب فرشتے قبض کرتے ہیں روحیں ان لوگوں کی جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے، تو (فرشتے) ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے (یعنی گناہ میں ملوث کیوں

ہوئے ؟)۔ وہ کہتے ہیں ہم ملک میں عاجز و ناتواں تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے ؟ پس اب تمھارا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔ مگر جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں کہ نہ تو کوئی چارہ کر سکتے ہیں اور نہ راستہ جانتے ہیں۔ قریب ہے کہ اللہ ایسوں کو معاف کر دے اور اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔''(النساء:97-99)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''نیک ساتھی کی اور بُرے ساتھی کی مثال ایسی ہے جیسے کستوری اٹھانے والا اور آگ کی بھٹی دھونکنے والا ہو۔ چنانچہ کستوری اٹھانے والا یا تو تجھے (کستوری) عطیہ دے دے گا یا، خود اس سے خرید لے گا، یا یہ کہ تو اس سے پاکیزہ خوشبو پالے گا۔ اور بھٹی دھونکنے والا، یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا، یا تو اس سے بدبو پائے گا۔''(بخاری، رقم:5534)

مزید فرمایا:

''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، چنانچہ تم میں سے ہر ایک یہ دیکھے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی کر رہا ہے۔''(ابوداؤد، 4833)

یعنی جیسا آدمی ہوگا ویسے ہی اس کے دوست ہوں گے۔ اگر اچھا آدمی بھی بُرے دوستوں کی سنگت میں رہے گا، تو امکان ہے کہ بالآخر وہ بھی بُرا ہو جائے گا۔

لہٰذا اگر آپ نفس و شیطان کے حجابات سے بچنا چاہتے ہیں تو فوراً بُرے دوست، بُرے ماحول سے کنارہ کشی کرتے ہوئے اچھے ماحول کو اختیار کر لیں اور سچے، دیانت دار، مخلص اہل علم جن کے پیش نظر آخرت، توحید اور رسالت ہو ان کے ساتھ تعلق جوڑ لیں، ورنہ بچنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

(۴)۔دعا

کوئی بھی خیر اس وقت تک نہیں مل سکتی جب تک اللہ کی مدد شامل حال نہ ہو جائے۔لہٰذا شہوات کے قابو کیلئے زندگی بھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا بھی بہت ضروری ہے۔نبی کریم ﷺ سب سے اعلیٰ مقام و مرتبہ کے باوجود بھی شب روز کثرت سے ہر قسم کے فتنوں سے بچنے کی دعائیں کرتے رہتے تھے۔لہٰذا دعا کا دامن کبھی نہ چھوڑیں،کوشش کے ساتھ ساتھ نفس و شیطان کے فتنوں سے بچنے کیلئے عاجزی و انکساری سے،رب کے حضور دعائیں کرتے رہیں۔

ان چار لوازم کو کماحقہ ملحوظ رکھنے سے ان شاء اللہ نفس و شیطان اور طاقتور دنیوی جادو سے نجات مل جائے گی۔

چند انتہائی اہم حقائق

دنیوی جادو کی لپیٹ سے سے نجات کیلئے درج ذیل انتہائی اہم حقائق پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے:

(۱)۔اپنے موجودہ وقت اور معمول کی زندگی (Routine Life) پر نظر رکھیں۔مستقبل کے خواب دیکھنے کی بجائے اپنا موجودہ وقت درست کریں۔کیونکہ آپ کا حاصل یہی وقت ہے اور معمول کی زندگی میں ہی موت آنی ہے۔موجودہ وقت کا درست نہ ہونا اور مستقبل کے خواب دیکھنا محض دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔

(۲)۔اگر بچنا چاہتے ہیں تو پھر اپنی صحبت،اپنی دوستیاں،اپنا ماحول ٹھیک رکھیں۔اس کے بغیر درست راہ پر گامزن رہنا ممکن نہیں۔

(۳)۔ایک دن اچانک سب کچھ یہیں چھوڑ کر خالی ہاتھ آپ نے یہاں سے ہمیشہ کیلئے ابدی زندگی گزارنے کیلئے رخصت ہو جانا ہے۔اس لیے مرنے کو کبھی نہ بھولیں بلکہ ہر لمحہ اسے یاد رکھیں۔

(۴)۔دنیا کی حقیقت یعنی:

اس کا متاع ہونا،اس کا عارضی پن،اس کی نعمتوں کے زوال پذیر ہونے اور آخرت کے دائمی ہونے

کا تصور پختہ کریں۔

مزید یہ کہ حقیقت میں دنیا مصائب و آلام کی جگہ ہے، بہت سارے مصائب تو ہر وقت ساتھ لگے ہوئے ہیں جیسے: رزق کیلئے شب وروز کی محنت، کام کاج کی تھکن تھکاوٹ، رہن سہن کیلئے تگ ودو، صفائی ستھرائی کی جدجہد، شدید گرمی، سردی کا سامنا......... پھر بہت سی تکالیف وقتاً فوقتاً آتی جاتی رہتی ہیں جیسے: بیماریاں، حادثات، آفات وبلیات، زلزے، آگ، کرونا، ڈینگی .... وغیرہ۔ اللہ کے قانون کو ملحوظ رکھ کر زندگی بسر کرنے سے یہ تکالیف بھی اجر کا باعث بن جاتی ہیں لیکن محض دنیا کیلئے جینا سوائے ذلت کاٹنے کے کچھ نہیں۔ مزید یہ کہ زندگی یہ مشکل کاٹنی ہی ہے تو کسی بڑے مقصد (Greator meaning of Life) کے تحت جییں یعنی فرائض وواجبات کی پاسداری اور حلال حرام کی تمیز کو ملحوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ مزید سبقت کیلئے بڑے مقصد کے درج ذیل بڑے اہداف ہیں: (۱)۔ دعوت دین (۲)۔ اللہ کی یاد اور نفلی عبادت (۳)۔ زکوٰۃ سے زائد انفاق (۴)۔ خدمت خلق: اللہ کی رضا کی خاطر ملک وقوم کی اپنی صلاحیتوں اور اسباب سے خدمت اپنی استعداد کے مطابق ان میں کسی ایک دو یا سب میں آگے بڑھنے کا عزم کریں۔

<u>بات بن گئی:</u> اگر آپ کے نزدیک (۱)۔ دنیا کی اہمیت کم ہوگئی (۲)۔ آخرت پیش نظر رہنے لگ گئی اور (۳)۔ دنیا میں رذیل عمر تک لمبا رہنے کی بجائے ذمہ داریوں کی ادائیگی پر جانے کیلئے تیار ہو گئے تو بات بن گئی۔ اب بہت تیزی سے دنیوی فریب چھٹتا جائے گا اور اخروی زادِ راہ سمیٹنے کی توفیق نصیب ہونی شروع ہو جائے گی۔ (ان شاء اللہ)

الحمد للہ! اللہ کے بے حد فضل و احسان سے راہ فلاح کی پہلی گھاٹی کی حقیقت اور اس کی زَد سے بچنے پر جامع آگاہی پیش کردی گئی ہے۔ خود بچیں اور دوسروں کو بچانے کی کوشش کریں۔

﴿ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهۡتَدِیَ لَوۡ لَاۤ اَنۡ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَقِّ ﴾

((وما توفیقی الاّ باللّٰہ))

✡✡✡✡✡

جلدی کریں!

ہماری زندگی اور موت کے مابین ایک غیر یقینی دیوار حائل ہے۔ ہر آن اندیشہ ہے کہ یہ دیوار ٹوٹ جائے اور آخرت کے حقائق ایک بے پناہ سیلاب کی طرح ہمارے اوپر پھٹ پڑیں۔ اُس وقت کوئی زور، کوئی ہوشیاری کام نہ آئے گی۔ انسان بالکل بے سہارہ ہو کر اپنے خالق کے سامنے کھڑا ہوگا۔ قرآنی احکامات سے دور، خود ساختہ سوچ، فرقہ واریت اور مسلک پرستی کی بنا پر غلط عقائد و افعال پر گامزن، خواہشات کے رسیا، دنیا کی دل فریبیوں میں گم، آخرت سے غافل لوگ دائمی جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ صرف بچے گا وہ جس نے تعلیمات وحی کو من وعن سمجھا اور من وعن تسلیم کرلیا۔ اپنی سوچ، اپنے فرقے، گروہ، اپنے لیڈرز، اکابرین، امام، پیر اور بزرگ حضرات کو حقیقی معنوں میں اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی تعلیمات کے تابع کرلیا۔ جس نے صبر کے ساتھ اپنی خواہشات کو قابو کرتے ہوئے، خالق کے سامنے پیش ہونے سے قبل دنیا کی زندگی میں اپنا حساب کرلیا ہوگا۔

اس لیے مکار ابلیس کے فریب سے بچیں اور جلد از جلد حقیقت تسلیم کر کے اپنی دنیا و آخرت کو بچالیں۔ جلدی کریں مہلت کا کچھ بھروسہ نہیں:

> ''اور (اَے لوگو!) پیروی کرو اُس بہترین شے (قرآنِ حکیم) کی جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اُتاری گئی ہے اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں اطلاع بھی نہ ہو۔ (اَیسا نہ ہو کہ) پھر تم کہنے لگو کہ ہائے افسوس! اُس غفلت پر جو میں نے اللّٰہ کے حق میں کوتاہی کی بلکہ میں تو مذاق اُڑانے والوں میں ہی رہا۔ یا کہنے لگے کہ اگر اللّٰہ مجھے ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں شامل ہو جاتا۔ یا (قیامت کے دن) عذاب کو دیکھ کر کہنے لگے اَے کاش! کسی طرح مجھے (دنیا میں) دوبارہ بھیج دیا جائے تو میں بھی نیک لوگوں میں شامل ہوسکوں۔ (اللّٰہ فرمائے گا:) ہاں ہاں! بے شک تیرے پاس میری آیات (قرآن) پہنچ چکی تھیں جنھیں تو نے جھٹلایا اور غرور و تکبر کیا اور تو اِنکار والوں میں ہی رہا۔''

(سورۃ الزمر، آیت: 59 - 55)

حق کی کاوش میں: بطور نمونہ چند مشہور تصانیف سے استفادہ کی لسٹ

کتاب کا نام	مصنف کا نام	کتاب کا نام	مصنف کا نام
1-تفاسیر قرآنی	قریباً ہر مکتبۂ فکر کی	2-شرح کتب احادیث	مختلف مکاتبِ فکر کی
3-جاء الحق	مفتی احمد یار خان نعیمیؒ صاحب	4-شرح صحیح مسلم /تبیان القرآن	غلام رسول سعیدی صاحب
5-تفہیم البخاری	غلام رسول سعیدی صاحب	6-جملہ تصانیف	ڈاکٹر فرحت ہاشمی صاحبہ
7-تلاش حق	نجم مصطفائی صاحب	8-مزاراتِ اولیاء سے توسل	شاہ تراب الحق قادری صاحب
9-غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا؟	مفتی اکمل قادری صاحب	10- توحید اور شرک	علامہ سعید احمد کاظمی صاحب
11-حیات النبی، مسئلہ استغاثہ، الانتباہ للخوارج والحروراء	پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب	12 - بزرگوں کے عقیدے	مفتی جلال الدین احمد امجدی صاحب
13-میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوت اسلامی	ابو کلیم محمد صدیق صاحب	14-توحید خالص	الشیخ ابو محمد بدیع الدین راشدی صاحب
15-الفتح الربانی، فتوح الغیب	پیرانِ پیر شیخ عبد القادر جیلانیؒ صاحب	16-جملہ تصانیف	امام محمد غزالیؒ صاحب
17-کشف المحجوب	سید بن علی عثمان ہجویریؒ صاحب	18-رسالہ قشیریہ	امام ابو القاسم قشیریؒ صاحب
19-جملہ تصانیف	علامہ پیر سید نصیر الدین نصیرؒ صاحب	20-جملہ تصانیف	پروفیسر خلیل الرحمٰن چشتی صاحب
21-مقالات، رسائل الحدیث	حافظ زبیر علی زئی صاحب	22-شرک کیا ہے؟	محمد عطاء اللہ بندیالوی صاحب
23-جملہ تصانیف متعلقہ شرک	علمائے عرب	24-جملہ تصانیف	پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب
25-حجۃ اللہ البالغہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ صاحب	26-شرک کے چور دروازے	حافظ محمد محمود الحضری صاحب
27-کلمہ گو مشرک	ابو الحسن مبشر ربانی صاحب	28-فضائل اعمال	شیخ زکریا سہارنپوری صاحبؒ
29-اختلاف اُمت اور صراط مستقیم	مولانا یوسف لدھیانوی صاحبؒ	30-دین میں تقلید کا مسئلہ	حافظ زبیر علی زئی صاحب
31-مکتوبات	حضرت مجدد الف ثانی صاحبؒ	32-حقیقت التقلید	ابو محمد امین اللہ الپشاوری صاحب
33-حقیقت شرک	مولانا امین احسن اصلاحی صاحب	34-صراط مستقیم وعقیدہ مسلم	سید سیف الرحمٰن، روشن صاحب
35-تلبیس ابلیس	علامہ ابن جوزی صاحب	36-شرک کی حقیقت	نور الحسن شاہ بخاری صاحب
36-شیعت کا مقدمہ	حسن الامینی صاحب	37-پھر میں ہدایت پا گیا	ڈاکٹر تیجانی سماوی صاحب
38-المراجعات 39-آئینِ وہابیت	عبد الحسین شرف الدین موسوی صاحب استاد جعفر سبحانی	40-پاکستان کے دینی مسالک 41-امت اسلامیہ کی شیرازہ بندی	جناب ثاقب اکبر صاحبؒ
42-سیرۃ النعمان	علامہ شبلی نعمانی صاحبؒ	43-امام اعظم اور علم الحدیث	مولانا محمد علی صدیقی کاندھلویؒ

ہماری اہم تحاریر

1۔ہدایت: (ہدایت سے کیا مراد ہے اور ہدایت کسے نصیب ہوگی؟ انتہائی اہم حقائق ؟)

2۔قرآن مجید کی حاکمیت: (احناف اور مالکیہ کے اُصولِ روایت کی روشنی میں عالمگیر غلط فہمی کا ازالہ)

3۔امت مسلمہ کا اخلاقی زوال: (زوال کی بنیادی وجوہات اور نجات کا یقینی حل)

4۔قرآن مجید سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے؟: (ضروری دلائل کے واضح بیان پر مشتمل اہم تحریر)

5۔راہ فلاح کی پہلی بڑی گھاٹی: (فلاح میں حائل پہلی گھاٹی یعنی: دنیا پرستی پر حقائق سے آگاہی اور نفس وشیطان کے حجابات کی حقیقت)

6۔ رسالت کا حقیقی تصور: (راہِ فلاح کی دوسری گھاٹی یعنی رسالت کے مقابلے میں آبا پرستی جامع آگاہی)

7۔توحید کا جامع تصور: (راہِ فلاح کی تیسری گھاٹی یعنی شرک کے مقابلے میں توحید پر جامع رہنمائی)

8۔عبادت کا معنی مفہوم: (تفہیم عبادت پر ایک اہم کتابچہ)''

9۔ظلم عظیم پر جامع رہنمائی: (راہِ فلاح کی تیسری گھاٹی یعنی غلاظتِ شرک پر جامع رہنمائی)

10۔ امت اسلامیہ کا اتحاد: (امت اسلامیہ کے اتحاد و یکجہتی اور فرقہ واریت کی نحوست پر انتہائی اہم تحریر)

11۔ پردہ: (پردہ کے ضمن میں مرد وعورت کیلئے قرآن وسنت کے احکام)

12۔اسلام کا قانونِ طلاق: (یک مجلسی تین طلاق کے ایک یا تین واقع ہونے پر اہم رہنمائی)

13۔ طاقتور ابلیسی دھوکے: (مکار ابلیس کی مزین کردہ انتہائی طاقتور چالوں سے آگاہی)

14۔مجموعہ تحاریر: (مختلف اہم موضوعات پر زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر کا مجموعہ)

15۔کائنات سے خالق کائنات تک: (وجود خالق کے حیرت انگیز دلائل، تمام نسل انسانی کے لئے)

﴿آئیں دنیا وآخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں﴾

ہماری دعوت!

وہ مسلمان جنھیں اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا، موجودہ دور میں انکی حالت تشویشناک ہے۔ مسلمان جدا جدا گروہوں میں منقسم ہو چکے ہیں، علیحدہ علیحدہ مساجد اور مکاتب بن چکے ہیں، جو جس گھرانے میں پیدا ہوا یا جس ماحول میں پرورش ہوئی وہی اسکا دین و مذہب بن گیا۔ لوگ اپنے پسندیدہ مسلک اور فرقے کو صحیح جبکہ باقیوں کو غلط سمجھتے ہیں۔ باہمی نفرت میں کمی کی بجائے اضافہ ہی ہوتا نظر آ رہا ہے۔ ان حالات میں ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ فرقوں سے بالاتر ہو کر سچائی کی بنیاد پر غلط اور صحیح کو واضح کیا جائے اس عزم کے ساتھ کہ:

☆ اللہ کے دین کو مسالک اور فرقوں پر ترجیح دی جائے۔

☆ جس مکتب فکر کی جتنی بات درست ہے اسے تسلیم کیا جائے اور غلط سے بچا جائے۔ صحیح بات جہاں سے بھی ملے اسے بلا چون و چراں تسلیم کیا جائے چاہے وہ ہماری اپنی فکر کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

☆ باہمی غلط فہمیوں کو دور کر کے مسلمانوں کے مابین اتحاد و یکجہتی پیدا کی جائے۔

☆ شخصیات کا احترام کیا جائے لیکن اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو کائنات کے تمام لوگوں پر ترجیح دی جائے۔

رب کریم نے ہماری رہنمائی کے لیے فرمایا:

﴿ وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ﴾ (آل عمران: 103)

ترجمہ: ''تم سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن مجید) کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو''

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴾ (سورۃ الانعام، آیت:159)

ترجمہ: ''بیشک جنہوں نے دین میں فرقے بنائے اور گروہوں میں بٹ گئے آپ (ﷺ) کا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے سپرد، پھر وہ انکو بتلائے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔''

﴿ آئیں دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں ﴾

(ہمارا عزم)

سچائی کی پیروی

✡✡✡✡✡

منزل کی راہ میں حائل تین بنیادی گھاٹیاں کھڑی ہیں: آخرت کے مقابلے میں دنیا پرستی، رسالت کے مقابلے میں آبا پرستی اور توحید کے مقابلے میں شرک ۔نجات تک رسائی کیلئے ان تینوں کو عبور کرنا ہے۔ان تین عظیم حقائق (آخرت، رسالت اور توحید) کو ٹھیک ٹھیک سمجھ کر زندگی میں لانے والے خوش نصیب تو انشاء اللہ مراد کو پہنچ جائیں گے جبکہ ان تین مظبوط بنیادوں سے غفلت برتنے والے منزل کھو دیں گے۔ اس تحریر میں پہلی بڑی گھاٹی یعنی ”دنیا کو آخرت پر ترجیح دے کر دنیا پرستی کا شکار ہونے“ پر ضروری رہنمائی دی گئی ہے۔نہ تو رہبانیت یعنی ترکِ دنیا کا تقاضا ہے اور نہ ہی دنیا پرست بننے کا۔ بلکہ دنیا کو اللہ کے قانون اور اخروی زندگی کے تابع کرنا مطلوب ومقصود ہے۔ چونکہ دنیا نقد و نقد اور آخرت ادھار ہے اسلئے اکثریت اس گھاٹی کو عبور کرنے میں ناکام ہو جائے گی۔ دنیا پرستی ہی درحقیقت کفر والحاد کے دروازے کھولنے کا ذریعہ بنتی ہے۔اس ضمن میں دنیا و آخرت کے تمام حقائق کو واضح کیا گیا ہے اور دنیا پرستی کے شدید جادو کی لپیٹ سے بچنے کی تمام تدابیر کھول کر بیان کر دی گئی ہیں۔انہیں ملحوظ رکھنے سے ان شاء اللہ دنیا پرستی اور نفس وشیطان کے فریب سے بچ کر نجات کو پانا یقینی ہو جائے گا۔خود بچیں اور دوسروں کو بچانے کی فکر کریں۔

(ہمارا عزم)

سچائی کی پیروی

www.khidmat-islam.com
khidmat777@gmail.com

Designed By: عبدالواسع 0307-4122161